سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

Faizan-e-Madina | Monthly Magazine | رنگین شمارہ

ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

اپریل 2026ء/ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ

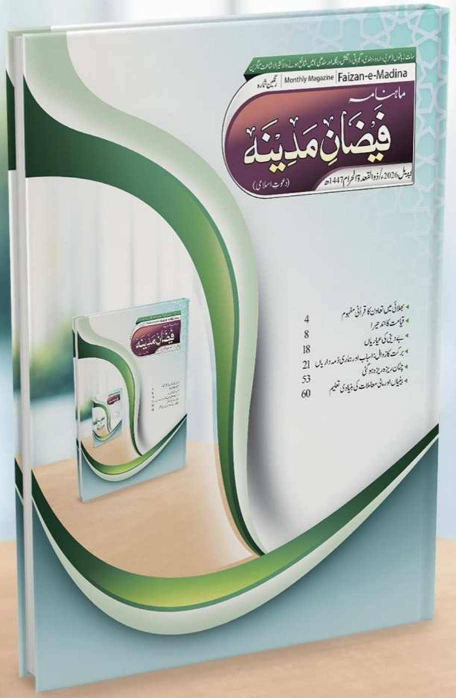

- بھلائی میں تعاون کا قرآنی مفہوم 4
- قیامت کا اندھیرا 8
- بے دینی کی عیاریاں 18
- برکت کا زوال: اسباب اور ہماری ذمہ داریاں 21
- چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی 53
- بیٹیاں اور مالی معاملات کی بنیادی تعلیم 60

مال واسباب کی نقصانات سے حفاظت

دکان یا مکان یا مال و اسباب پر روزانہ

یَا اَللّٰہُ

49 بار پڑھ کر دم کر دیا جائے تو اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم مختلف نقصانات سے حفاظت ہو گی۔ (مینڈک سوار بچھو، ص26)

(نوٹ: وظیفہ کے اوّل آخر ایک ایک بار دُرود شریف پڑھنا ہے)

عبادت و ریاضت کا شوق پیدا کرنے کے لیے

یَا مُحْصِیُ

(اے ہر چیز کے گھیرنے والے)

اگر طبیعت عبادت کی طرف مائل نہ ہوتی ہو تو سوتے وقت اپنا ہاتھ سینے پر رکھ کر 7 مرتبہ یہ اِسم پڑھے، اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم بہت جلد عبادت و ریاضت کا شوق پیدا ہو۔

(مدنی پنج سورہ، ص291)

(نوٹ: وظیفہ کے اول آخر تین تین بار درود شریف پڑھنا ہے)

اللہ پاک نے چاہا تو ہر کام بنے

یَا اَللّٰہُ، یَا رَحْمٰنُ، یَا رَحِیْمُ، یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

نماز عصر کے بعد سے غُروبِ آفتاب تک

چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے، کام کاج کرتے ہوئے یا صرف بیٹھ کر بے شمار بار پڑھتے رہیے، اول آخر اور بیچ میں درود شریف بھی پڑھ لیجیے۔ اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم ہر کام بنے۔

مثلاً کاروبار چمکے، قرض ادا ہو، اچھی نوکری ملے، افسر یا سیٹھ مہربان ہو، خاندانی جھگڑے ختم ہوں، پرانے اٹکے ہوئے کام ہو جائیں، رشتے کی رکاوٹ دُور ہو، بے اولادی ختم ہو، قیدی کو رہائی ملے، عبادت میں دل لگے، ویزے کا مسئلہ حل ہو، ساس بہو کا جھگڑا اور طلاق کا خطرہ ختم ہو، میاں بیوی کی ناراضی کا خاتمہ ہو، جیسی بھی بیماری ہو چلی جائے، شک کرنے اور وسوسے کی آفت دُور ہو، اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم۔ (مراد پوری ہونے تک روزانہ ہی عمل کرتے رہیے اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم جلد ہی ترکیب بن جائے گی)

امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری
14 رمضان 1446ھ 25-3-15

پیشکش: مجلسِ ماہنامہ فیضانِ مدینہ

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ
رنگین شمارہ

فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

اپریل 2026ء / ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ

جلد:10 شمارہ:04

مَہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر: سراجُ الاُمّہ، کاشِفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

ہیڈ آف ڈیپارٹ	مولانا مہروز علی عطاری مدنی
چیف ایڈیٹر	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی
ایڈیٹر	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی
شرعی مفتش	مفتی محمد انس رضا قادری
گرافکس ڈیزائنر	شاہد علی حسن عطاری

آراء وتجاویز کے لیے

+922111252692 Ext:2660
WhatsApp: +923103330935
Email: mahnama@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net

← قیمت رنگین شمارہ: 220 روپے سادہ شمارہ: 110 روپے

← ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات رنگین شمارہ: 3700 روپے سادہ شمارہ: 2300 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 10 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ
رنگین شمارہ: 3200 روپے سادہ شمارہ: 1800 سو روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لیے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com
ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قراٰن وحدیث	1 بھلائی میں تعاون کا قراٰنی مفہوم	مولانا ابوالنّور راشد علی عطّاری مدنی	4
	2 قیامت کا اندھیرا	مولانا ابورجب محمد آصف عطّاری مدنی	8
فیضانِ سیرت	3 رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ تبسم (دوسری اور آخری قسط)	مولانا محمد ناصر جمال عطّاری مدنی	11
مدنی مذاکرے کے سوال جواب	4 حالتِ احرام میں ناریل کا تیل لگانا کیسا؟ مع دیگر سوالات	امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری	14
دارالافتاء اہلِ سنّت	5 انعامی اسکیم اور جوئے کی شرعی حیثیت مع دیگر سوالات	مفتی محمد ہاشم خان عطّاری مدنی	16
مختلف مضامین	6 بے دینی کی عیاریاں	مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ	18
	7 برکت کا زوال: اسباب اور ہماری ذمہ داریاں	امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری	21
	8 اسلام کمزوروں کا محافظ	نگرانِ شوریٰ مولانا محمد عمران عطّاری	23
	9 اسلام کا تربیتی نظام	مولانا فرمان علی عطّاری مدنی	25
	10 بزرگانِ دین کے مبارک فرامین	مولانا ابوشیبان عطّاری مدنی	28
تاجروں کے لیے	11 احکامِ تجارت	مفتی ابومحمد علی اصغر عطّاری مدنی	29
بزرگانِ دین کی سیرت	12 حضرت سیدنا یوسف علیہ السّلام کے بھائیوں کی توبہ (ساتویں اور آخری قسط)	مولانا ابوعبید عطّاری مدنی	31
	13 حضرت سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	مولانا عدنان احمد عطّاری مدنی	33
	14 حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہما	مولانا اویس یامین عطّاری مدنی	35
	15 علامہ مفتی قاسم گڑھی یاسینی رحمۃ اللہ علیہ	قمر الدین عطّاری	36
	16 اپنے بزرگوں کو یاد رکھیے	مولانا ابوماجد محمد شاہد عطّاری مدنی	38
متفرق	17 بکری کا گوشت	مولانا ابومحمد عطّاری مدنی	40
	18 طہارت و نماز سے متعلقہ مسائل اور رسائلِ امیرِ اہلسنّت (قسط:01)	مولانا محمد آصف اقبال عطّاری مدنی	43
	19 خلیفہ امیر اہل سنت کا سفرِ انڈونیشیا (دوسری اور آخری قسط)	مولانا غلام یاسین عطّاری مدنی	45
قارئین کے صفحات	20 آپ کے تأثرات		48
	21 نئے لکھاری	شاہد رضا عطّاری / ابوصفی محمد علی / عمر فاروق عطّاری	49
بچّوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"	22 سچ کی برکت	مولانا محمد جاوید عطّاری مدنی	52
	23 چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی	مولانا سید عمران اختر عطّاری مدنی	53
	24 تیز آندھی والی جنگ	مولانا حیدر علی مدنی	55
	25 بچوں کو نظر انداز مت کیجیے	مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطّاری مدنی	58
اسلامی بہنوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"	26 بیٹیاں اور مالی معاملات کی بنیادی تعلیم	اُمِّ میلاد عطّاریہ	60
	27 اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	مفتی محمد ہاشم خان عطّاری مدنی	62
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہے!	28 دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں	مولانا حسین علاؤ الدین عطّاری مدنی	63

قرآنی تعلیمات

بھلائی میں تعاون کا قرآنی مفہوم

مولانا ابو النور راشد علی عطّاری مَدَنی*

قرآنی تعلیمات میں ایک مکمل اور جامع نظامِ حیات موجود ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی، دنیوی اور اُخروی زندگی کے تمام پہلوؤں کو منظّم کرتا ہے۔ انہی جامع تعلیمات میں سے ایک یہ تعلیم بھی ہے کہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ دو اور گناہ اور ظُلم کے کاموں سے باز رہو۔ چنانچہ اللہ کریم کا فرمان ہے:

﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ(۲)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔[1]

یہ آیتِ کریمہ اسلامی معاشرے کی تشکیل کا بنیادی اُصول بیان کرتی ہے۔ اس میں چار اَہم عناصر کا ذکر ہے: اَلْبِرّ (نیکی)، اَلتَّقْوٰی (پرہیزگاری)، اَلْاِثْم (گناہ) اور اَلْعُدْوَان (زیادتی)۔ پہلے دو عناصر وہ ہیں جن میں تعاون اور معاونت کا حکم دیا گیا ہے، جبکہ آخری دو عناصر وہ ہیں جن میں معاونت سے منع کیا گیا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃُ المجادلۃ میں مؤمنوں کو ہدایت دی:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ(۹)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو تم جب آپس میں مشورت کرو تو گُناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کی مشورت نہ کرو اور نیکی اور پرہیز گاری کی مشورت کرو اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے۔[2]

اس آیت میں اللہ کریم نے انہی چار عناصر کا ذکر فرمایا ہے اور تاکید فرمائی ہے کہ جب لوگ آپس میں سرگوشی کریں تو نیکی اور بھلائی کی باتیں کریں، نہ کہ گُناہ اور بُرائی کی۔

ان چاروں عناصر یعنی ”اَلْبِرّ، اَلتَّقْوٰی، اَلْاِثْم اور اَلْعُدْوَان“ کو قراٰنِ کریم نے مختلف سیاق و سباق میں کئی بار ذکر فرمایا ہے، چنانچہ اس مضمون میں ہم ان چاروں عناصر کو قراٰنِ کریم کی

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایم فِل علومِ اسلامیہ
ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

Go To Index

آیات کی روشنی میں تفصیل سے بیان کریں گے، تاکہ ہمیں یہ معلوم ہوسکے کہ قراٰنِ کریم نے کن اعمال، نظریات اور عقائد کو ان کے زمرے میں رکھا ہے۔

”اَلْبِرّ“ قراٰنِ کریم کی روشنی میں

لفظ ”اَلْبِرّ“ عربی زبان میں خیر، نیکی، احسان، بھلائی اور ہر اس عمل کے لیے استعمال ہوتا ہے جو اللہ پاک کو پسند ہو اور جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہو۔ ”اَلْبِرّ“ کا مفہوم انتہائی وسیع ہے اور یہ تمام نیکیوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

قراٰنِ کریم میں ”اَلْبِرّ“ کا لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔ کبھی یہ لفظ عقیدہ و ایمان کے معنیٰ میں آیا ہے، کبھی عبادات کے معنیٰ میں، کبھی اخلاق و معاملات کے معنیٰ میں، اور کبھی والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے معنیٰ میں۔

”اَلْبِرّ“ کے اطلاقات

اللہ تعالیٰ نے سورۃُ البقرۃ میں ”اَلْبِرّ“ کے اطلاقات کے بارے میں فرمایا:

﴿لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِۙ وَ السَّآىٕلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْاۚ وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِؕ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْاؕ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ(۱۷۷)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: کچھ اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصلی نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں اور نماز قائم رکھے اور زکوٰۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیزگار ہیں۔[3]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ”اَلْبِرّ“ کے چھ اہم طریقے ارشاد فرمائے ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ، یومِ آخرت، فرشتوں، آسمانی کتابوں اور انبیاء علیہمُ السّلام پر ایمان لانا (۲) اللہ تعالیٰ کی محبّت میں مستحق افراد کو اپنا پسندیدہ مال دینا (۳) نماز قائم کرنا (۴) زکوٰۃ دینا (۵) عہد پورا کرنا (۶) مصیبت، سختی اور جہاد میں صبر کرنا۔

اسی طرح سورۃُ البقرۃ میں دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰىۚ وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۱۸۹)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت (پچھلی دیوار) توڑ کر آؤ ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ۔[4]

زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حج کے لیے احرام باندھ لیتے تو اپنے مکان میں اس کے دروازے سے داخل نہ ہوتے، اگر ضرورت ہوتی تو پچھلی دیوار توڑ کر آتے اور اس کو نیکی جانتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں کے پیچھے سے آؤ۔ اصل نیکی تقویٰ، خوفِ خدا اور احکامِ الٰہی کی اطاعت ہے۔[5]

اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو بغیر ممانعت کے ناجائز سمجھنا جُہلاء کا کام ہے۔ اپنی طرف سے غلط قسم کی رسمیں اور پابندیاں لگالینا جائز نہیں۔[6]

سورۃُ البقرۃ کی آیت 177 کے آخر میں فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْاؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ(۱۷۷)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچّی کی اور یہی پرہیزگار ہیں۔[7]

اور سورۃُ البقرۃ کی آیت 189 کے آخر میں فرمایا:

﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۱۸۹)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اللہ سے ڈرتے رہو اس اُمید پر کہ فلاح پاؤ۔[8]

اس سے معلوم ہوا کہ ”اَلْبِرّ“ اور ”اَلتَّقْوٰی“ ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں۔ جو شخص متّقی ہوگا وہی حقیقی معنوں میں نیک ہوگا۔

”اَلْبِرّ“ اور اِنْفَاق فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ

سورۂ اٰلِ عمرٰن میں فرمایا:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔[9]

یہ آیت کریمہ اَلْبِرّ کے ایک اہم پہلو ”اللہ کی راہ میں اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے خرچ کرنا“ بیان کرتی ہے۔ اور تاکید کرتی ہے کہ جب تک انسان اپنی محبوب اور پسندیدہ چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا، وہ کامل نیکی کو نہیں پہنچ سکتا۔

والدین کے ساتھ نیکی

اسی طرح قراٰنِ کریم میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کے لیے بھی لفظ ”بِرّ“ استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السّلام کی تعریف میں فرمایا:

﴿وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَیْهِ وَ لَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا(۱۴)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا تھا اور زبردست و نافرمان نہ تھا۔[10]

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ٘ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا(۳۲)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: اور اپنی ماں سے اچّھا سلوک کرنے والا اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا۔[11]

”اَلْبِرّ“ کے دیگر پہلو اور اجر کا بیان

اسی طرح کچھ آیاتِ کریمہ میں ”اَلْبِرّ“ یعنی نیکی و بھلائی وغیرہ کی تعلیم دینے کے ساتھ خود بھی عمل کرنے کا فرمایا گیا، نیکی اور بھلائی والوں یعنی ”اَبرار“ کا ساتھ طلب کرنے کی دُعا کی ترغیب دلائی گئی، ان کا ٹھکانا جنّت اور نعمتیں ہونے کا ذکر فرمایا گیا، انہیں عزّت والے شمار کیا گیا، انہیں جنّت میں کافور ملے مشروبات پلائے جانے اور جنّتی باغات جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی، کی بشارت دی گئی جیسا کہ سورۂ اٰلِ عمرٰن میں فرمایا:

﴿وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ(۱۹۳)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: (اے ہمارے رب!) اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر۔[12]

اَبرار کے لیے جنّت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

﴿لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِؕ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ(۱۹۸)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لیے جنّتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کی طرف کی مہمانی اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لیے سب سے بھلا۔[13]

اَبرار کے لیے نعمتوں کا تفصیلی ذکر آیا ہے:

﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا(۵)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک نیک پئیں گے اس جام میں سے جس کی مِلَونی (آمیزش) کافور ہے۔[14]

﴿كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ﴾ (16)

ترجَمۂ کنزالایمان: جو کرم والے نکوئی والے۔ (15)

﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ﴾ (13)

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں۔ (16)

﴿كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ﴾ (18)

ترجَمۂ کنزالایمان: ہاں ہاں بے شک نیکوں کی لکھت سب سے اونچے محل علّیّین میں ہے۔ (17)

یہ تمام آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو لوگ دنیا میں نیک اعمال کریں گے، اللہ تعالیٰ انہیں آخرت میں عظیم اَجر سے نوازے گا۔

”اَلْبِرّ“ کے ترک کی مذمت

سورۃُ البقرۃ میں بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَؕ-اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ (44)

ترجَمۂ کنزالایمان: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔ (18)

یہ آیت کریمہ ایک اہم اُصول بیان کرتی ہے کہ لوگوں کو نیکی کی تعلیم دینا بہت اچھا کام ہے، لیکن اگر خود عمل نہ کیا جائے تو یہ بہت بڑا تضاد ہے۔ بنی اسرائیل کی یہ عادت تھی کہ وہ دوسروں کو تو نیکی کی تلقین کرتے تھے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس روش کی سخت مذمّت فرمائی۔

”اَلْبِرّ“ کا خلاصہ اور ترغیب

قراٰنِ کریم کی مذکورہ بالا آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اَلْبِرّ ایک جامع اصطلاح ہے جو تمام نیکیوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ ان آیاتِ کریمہ سے ”اَلْبِرّ“ کے بارے میں خلاصہ یہ حاصل ہوا ہے کہ ۞ ہمیشہ نیکی اور بھلائی کی بات کرو اور خود بھی عمل کرو ۞ اللہ پاک، یومِ آخرت، فرشتوں، آسمانی کتابوں اور انبیا علیہمُ السّلام پر ایمان رکھو ۞ اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں پر، اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنا پسندیدہ مال خرچ کرو ۞ نماز قائم کرو ۞ زکوٰۃ ادا کرو ۞ عہد پورا کرو ۞ مصیبت، سختی اور جہاد میں صبر کرو ۞ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ ۞ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی کوشش کرو ۞ اپنی نجی محافل اور مشاورتوں اور سرگوشیوں میں بھی ان نیکیوں ہی کو شامل کرو ۞ اور ان جملہ امور میں ایک دوسرے کا ساتھ دو، باہم تعاون کرو۔

(**نوٹ:** دوسرے عنصر ”اَلتَّقْوٰی“ کی تفصیلات اگلے ماہ ”مئی 2026ء“ کے شمارے میں پڑھیے۔ اِن شآءَ اللہ)

---

(1) پ6، المآئدۃ:2 (2) پ28، المجادلۃ: 9 (3) پ2، البقرۃ:177 (4) پ2، البقرۃ:189 (5) تفسیر مدارک، البقرۃ، تحت الآیۃ:189، ص101 (6) صراط الجنان، 1/304 (7) پ2، البقرۃ:177 (8) پ2، البقرۃ:189 (9) پ4، اٰلِ عمرٰن:92 (10) پ16، مریم:14 (11) پ16، مریم:32 (12) پ4، اٰلِ عمرٰن:193 (13) پ4، اٰلِ عمرٰن:198 (14) پ29، الدھر:5 (15) پ30، عبس:16 (16) پ30، الانفطار:13 (17) پ30، المطففین:18 (18) پ1، البقرۃ:44۔

قرآن کی روشنی میں ایک مؤمن کو کیسا ہونا چاہیے؟ جاننے کے لیے اس رسالہ کا مطالعہ کیجیے۔ یہ رسالہ ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے کیو آر کوڈ اسکین کیجیے یا دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ وزٹ کیجیے۔

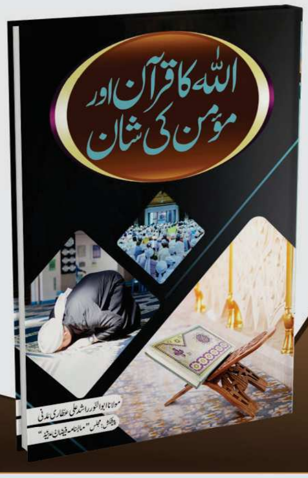

Go To Index

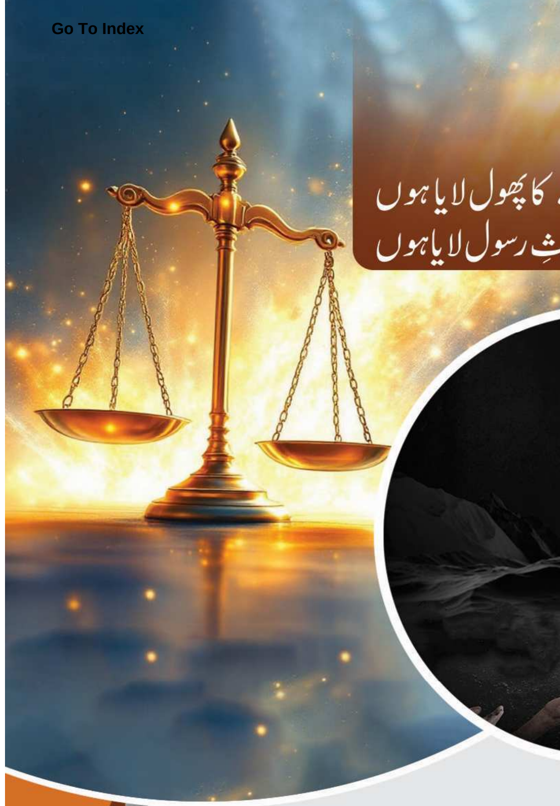

شرحِ حدیثِ رسول

قیامت کا اندھیرا

مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدَنی*

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ترجمہ: ظلم قیامت کے دن کئی اندھیروں کی صورت میں ہو گا۔(1)

حضرت امام بخاری رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس روایت کو کتاب المظالم میں اس لیے ذکر کیا کہ اس میں ظلم کو قیامت کے دن اندھیرا قرار دیا گیا ہے۔

حدیثِ رسول کی شرح

ظالم ظلم کی وجہ سے اکٹھے کئی گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ اللہ پاک اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نافرمانی، ایک کمزور مسلمان کو تکلیف پہنچانا، گالی دے کر، مار پیٹ کر کے یا مال چھین کر یا ان سب کا ارتکاب ایک ساتھ کرنا جیسا کہ اکثر یہی دیکھنے میں آتا ہے۔ مسلمان کی آبروریزی کرنا۔ سوسائٹی میں فساد پھیلانے کی کوشش کرنا۔ اس لیے اس کی سزا قیامت کے دن ظالم کا ظلم اندھیرا ہی اندھیرا بن کر اسے گھیر لے گا۔(2) ظلم اس شخص پر کیا جاتا ہے جو عموماً بدلہ لینے پر قادر نہیں ہوتا۔ جنہوں نے دنیا ہی میں توبہ کر کے تقویٰ کا نور حاصل کر لیا ان سے ظلم کے اندھیرے زائل ہو جاتے ہیں۔(3)

ظلم کا معنیٰ ہے: وَضْعُ الشَّیْءِ فِیْ غَیْرِ مَوْضِعِهٖ کسی چیز کو اس کی جگہ کے علاوہ کہیں اور رکھنا۔(4) جبکہ شریعت میں ظلم سے مراد یہ ہے کہ کسی کا حق مارنا، کسی کو غیر محل میں خرچ کرنا، کسی کو بِغیر قُصُور کے سزا دینا۔(5)

ظلم کی جدید صورتیں

مختلف ادوار میں ظلم کی مختلف صورتیں رائج رہی ہیں، آج کے دور میں بھی ظلم کے مختلف انداز اپنائے جاتے ہیں جن پر شرعی گرفت ہوتی ہے۔ ذیل میں موجودہ دور کی نمایاں صورتوں کی جھلک پیش کی جا رہی ہے:

1 گھریلو ظلم (Domestic Abuse) بیوی بچوں پر جسمانی تشدد کرنا یا ذہنی اذیت دینا جیسے انہیں حقیر قرار دینا ❁ بوڑھے والدین کی بے قدری کرنا ❁ چھوٹے بہن بھائیوں کو تکلیف دہ حد تک جھاڑنا۔ یہ ظلم اکثر گھر کی چار دیواری میں چھپ جاتا ہے، اس لیے اس کی سنگینی مزید بڑھ جاتی ہے۔

*استاذ المدرّسین، مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

2 معاشی ظلم (Economic Exploitation) ✿ مزدور کو پوری اجرت نہ دینا ✿ طے شدہ کام کے علاوہ اور زائد کام لینا اور اجرت نہ دینا ✿ مزدور کا کام کم کرنا اور تنخواہ پوری لینا ✿ سودی نظام کے ذریعے ضرورت مندوں کا استحصال کرنا ✿ کرپشن اور بدعنوانی کرنا۔ غربت کو بڑھانے اور طبقاتی فرق کو گہرا کرنے میں یہ ظلم بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

3 معاشرتی ظلم (Social Injustice) ✿ ذات پات یا نسل کی بنیاد پر مختلف معاملات میں امتیاز برتنا ✿ حقوق العباد پامال کرنا۔ یہ ظلم انسان کی عزتِ نفس کو مجروح کرتا ہے اور معاشرے میں نفرت کو جنم دیتا ہے۔

4 ڈیجیٹل دور کا ظلم سوشل میڈیا نے جہاں سہولت دی ہے، وہیں ظلم کی نئی راہیں بھی کھولی ہیں جیسے سائبر بُلنگ ✿ آن لائن ہراساں کرنا بالخصوص خواتین کو! ✿ جھوٹی خبریں پھیلا کر سوسائٹی میں تشویش پھیلانا ✿ ذاتی معلومات کا غلط استعمال کرکے لوگوں کو بدنام کرنا وغیرہ۔

5 بھکاریوں کے ظلم فی زمانہ بھیک منگوانے والے ایک مافیا کی شکل اختیار کرچکے ہیں۔ چنانچہ بھکاریوں کے ظلم کی مختلف صورتیں رائج ہیں۔

کم سن بچوں کو اغوا کرکے دور دراز علاقوں میں لے جایا جاتا ہے جہاں ان بچوں کو کوئی پہچان نہ سکے۔ دوسری جانب بچوں کے ماں باپ صدمے سے نڈھال تلاش کررہے ہوتے ہیں۔ بھکاری ان بچوں کے ہاتھ پاؤں وغیرہ توڑ کر بھیک مانگنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے کہ وہ بچے اتنے بڑے ہوجاتے ہیں کہ والدین بھی ان کو نہیں پہچان سکتے۔ اب سوشل میڈیا یوزرز جہاں دنیا جہان کی اچھی بری چیزیں دیکھتے ہیں اگر یہ مثبت کام کردیں کہ ایسے گمشدہ بچے جہاں نظر آئیں ان کی پوسٹ بنا کر ٹک ٹاک، فیس بک اور واٹس اپ گروپوں میں شیئر کردی تو دکھی والدین کو ان کا بچہ جلدی مل جائے گا۔ اس طرح کی کئی مثالیں بھی موجود ہیں کہ گمشدہ بچے اپنے والدین سے مل گئے۔ یہ سوشل میڈیا یوزرز اِن شآءَ اللہ ثواب کے حقدار ہوں گے۔ ایسے بھکاری بھی اپنے ظلم اور دیگر گناہوں سے سچی توبہ کرلیں تو قیامت کے اندھیرے سے بچ سکتے ہیں۔

6 دواساز کمپنیوں/لیب والوں کے ظلم دواساز کمپنیاں غریب مریضوں پر ظلم کے نئے نئے طریقے اختیار کرتی ہیں جن میں لالچی ڈاکٹرز برابر کے حصے دار ہیں۔ غیر ضروری اور مہنگی دوائیں لکھنا، مہنگے مہنگے لیب ٹیسٹ کروانا اور مریضوں سے رقم اڑانے کے لیے دیگر طریقے استعمال کرنا۔ ہاں! خوفِ خدا رکھنے والے ڈاکٹروں کی بھی کمی نہیں، اللہ ایسوں کی کثرت کرے۔

7 وکیلوں کے ظلم وکلا بھی ظلم کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں۔ قانونی پیچیدگیاں بیان کرکے خوامخوہ کیس لمبا کرنا اور تگڑی فیسیں کھری کرنا، جھوٹی گواہیاں دلوا کر فریق مخالف کو پریشان کرنا۔ بہرحال اچھے وکیلوں کی بھی کمی نہیں ہے لیکن آٹے میں نمک کے برابر!

8 حقیقی مستحقین کا حق مارنے والے ظالم زکوٰۃ کا جھوٹا مستحق بن کر اصل حقداروں کا حق مارنا۔

9 جانوروں پر ظلم قربانی کے دنوں میں بے زبان جانوروں کو تکلیف دینے کے کئی مناظر بھی دیکھنے میں آتے ہیں، مثلاً: (۱) چھوٹی گاڑی میں بڑا جانور، یا کم جگہ میں کئی کئی جانوریوں دھکیل دیئے جاتے ہیں کہ وہ تھک جانے کی صورت میں بیٹھ بھی نہیں سکتے۔ منڈی میں پہنچنے والے جانوروں کو گاڑی سے اُتارنے یا چڑھانے کے لیے مناسب جگہ کا انتظام نہیں ہوتا تو اپنی آسانی کے لیے گاڑی سے چھلانگ لگوادی جاتی ہے جس سے کئی جانور زخمی ہوجاتے ہیں اور قربانی کے قابل بھی نہیں رہتے۔ (۲) منڈی میں خرچہ بچانے کے لیے بھی بے زبان

Go To Index

جانوروں کو بھوکا رکھا جاتا ہے، ایک مرتبہ کسی نے اونٹ خریدا تو بیچنے والے نے اس کے کان میں کہا کہ یہ کئی دن سے بھوکا ہے اسے چارہ کھلا دینا۔ (۳) جب جانور منڈی سے خرید کر گھر لایا جاتا ہے تو اُتارتے وقت بچے اور بڑے شور و غوغا کر کے جانور کو پریشان کرتے اور اس کے اُچھلنے کودنے سے لطف اُٹھاتے ہیں۔ جس سے بعض اوقات تو جانور ڈر کر بھاگ جاتا ہے، کسی کو زخمی کر دیتا ہے یا گڑھے وغیرہ میں گر کر اپنی ٹانگ تڑوا بیٹھتا ہے۔ (۴) ذبح شدہ جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے ہی پاؤں کاٹنا یا کھال اتارنا شروع کر دیتے ہیں یا بکرے کی گردن چٹخا دیتے ہیں یا تڑپتی گائے کی گردن کی کھال اُدھیڑ کر چُھری گھونپ کر دل کی رگیں کاٹتے ہیں اور بلاوجہ تکلیف پہنچاتے ہیں۔

جانوروں پر ظلم کرنے والے سنبھل جائیں کہ بروزِ قیامت اس کا حساب کیونکر دے سکیں گے؟ بے زبان جانوروں کو بِلاوجہ تکلیف دینے والوں کو ڈر جانا چاہئے کہیں مرنے کے بعد عذاب کے لیے یہی جانور مُسلط نہ کر دیا جائے۔ امام احمد بن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انسان نے ناحق کسی چوپائے کو مارا یا اسے بھوکا پیاسا رکھا یا اس سے طاقت سے زیادہ کام لیا تو قِیامت کے دن اس سے اسی کی مثل بدلہ لیا جائے گا جو اس نے جانور پر ظلم کیا یا اسے بھوکا رکھا۔ اس پر درج ذَیل حدیثِ پاک دَلالت کرتی ہے۔ چُنانچہ رَحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جہنَّم میں ایک عورت کو اس حال میں دیکھا کہ وہ لٹکی ہوئی ہے اور ایک بلّی اُس کے چہرے اور سینے کو نوچ رہی ہے اور اسے ویسے ہی عذاب دے رہی ہے جیسے اس (عورت) نے دنیا میں قید کر کے اور بھوکا رکھ کر اسے تکلیف دی تھی۔ اس روایت کا حکم تمام جانوروں کے حق میں عام ہے۔[6]

اللہ پاک ہمیں انسانوں اور جانوروں دونوں پر ظلم کرنے سے بچائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) بخاری، 2/127، حدیث: 2447 (2) دیکھئے: نزہۃ القاری، 3/668 (3) دیکھئے: کشف المشکل، 2/560 (4) التعریفات للجرجانی، ص102 (5) مراٰۃ المناجیح، 6/669 (6) الزواجر عن اقتراف الکبائر، 2/174۔

قربانی کے فضائل و مسائل اور دیگر مفید معلومات کے لیے رسالہ ”ابلق گھوڑے سوار“ کا مطالعہ مفید ہے۔ ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے کیو آر کوڈ اسکین کیجیے۔

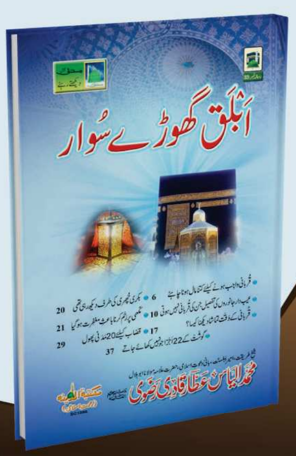

ظلم کے انجام اور مذمت کے حوالے سے آیات، احادیث اور حکایات پڑھنے کے لیے رسالہ ”ظلم کا انجام“ ڈاؤن لوڈ کیجیے

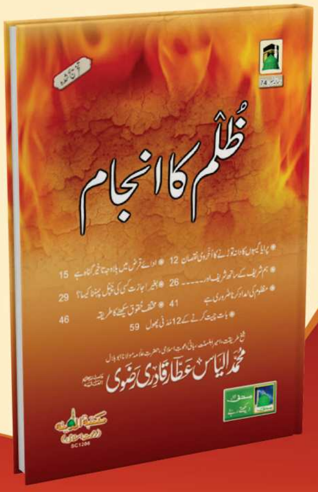

Go To Index

آخری نبی

محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ تبسُّم

(دوسری اور آخری قسط)

مولانا محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی*

3 تعجب وحیرت کے وقت مسکراہٹ بارگاہِ رسالت میں اَزواجِ مُطہّرات میں سے قریشی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں جو آپ سے محوِ گفتگو تھیں، زیادہ بخشش کا مطالبہ کر رہی تھیں اور ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ جب فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے اِجازت مانگی تو وہ جلدی سے اُٹھ کر پردے میں چلی گئیں۔ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی، جب یہ اندر داخل ہوئے تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تَبسُّم فرما رہے تھے۔ یہ عرض گُزار ہوئے: اَضْحَكَ اللہُ سِنَّكَ يَارَسُوْلَ اللہِ یعنی یارسولَ اللہ! اللہ آپ کو مسکراتا رکھے (کیا بات ہے؟) آپ نے فرمایا: مجھے اِن عورتوں پر تعجب ہے جو میرے پاس حاضر تھیں کہ انہوں نے جب تمہاری آواز سنی تو جلدی سے اُٹھ کر پردے میں چلی گئیں۔ عرض گُزار ہوئے: یارسولَ اللہ! آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ وہ آپ سے ڈرتیں۔ پھر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے ان کی جانب مُتوجّہ ہو کر کہا: تم مجھ سے ڈرتی ہو لیکن رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نہیں ڈرتیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرح نہیں بلکہ غُصّے والے اور سخت گیر ہیں۔ حُضُورِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا ہوا دیکھتا ہے تو وہ تمہارے راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔[1]

4 حاضر جوابی پر مسکراہٹ 1 اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک دن دیہاتی کی موجودگی میں یہ گفتگو فرمائی: ایک جنّتی اپنے ربّ سے کھیتی باڑی کی اجازت مانگے گا تو اللہ پاک فرمائے گا: کیا تجھے وہ نہیں ملا جو تو نے چاہا (یعنی جو نعمتیں تجھے ملی ہیں کیا تو اُن سے راضی نہیں؟) وہ عرض کرے گا: ہاں بِالکل ہوں مگر میں کھیتی کرنا چاہتا ہوں۔ (اس کی خواہش پر اسے بیج دیے جائیں گے) چنانچہ وہ بیج بوئے گا تو اُس کا اُگنا، سیدھا ہونا اور کٹائی کے قابل ہونا پلک جھپکنے سے پہلے ہو جائے گا اور وہ مقدار میں پہاڑوں کے برابر ہو گا۔ تب اللہ پاک فرمائے گا: اے ابنِ آدم! کوئی چیز تیرا پیٹ نہیں بھرتی۔ یہ سُن کر وہ دیہاتی بول پڑا: ربّ کی قسم! ایسا آدمی آپ قریشی یا انصاری ہی کو پائیں گے کہ وہ لوگ کھیتی باڑی والے ہیں، رہے ہم (دیہاتی)، ہم تو کھیتی والے ہیں ہی نہیں (بلکہ ہم عموماً جانور پال کر اپنا گزر بسر کرتے ہیں) رسولُ اللہ

*ذمہ دار مرکز خدمۃ الحدیث وعلومہ
(Hadith Research Center)

Go To Index

صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُس کی حاضر جوابی پر مسکرا دیے۔[2]

2 حضرت صہیب رومی رضی اللہُ عنہ کی آنکھ دُکھ رہی تھی اور وہ کھجور کھا رہے تھے، رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تمہاری آنکھ دُکھ رہی ہے اور تم کھجور کھا رہے ہو؟ عرض کی: میں دوسری طرف سے کھا رہا ہوں۔ یہ سُن کر آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسکرا دیے۔[3]

5 فیصلہ تبدیل کرنے پر مسکراہٹ جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے طائف کا محاصرہ کیا اور فائدہ کچھ حاصل نہ ہوا تو فرمایا: اِن شاءَ اللہ تعالیٰ ہم کل واپس لوٹ جائیں گے۔ لوگوں پر یہ بات شاق گُزری اور کہنے لگے: فتح کیے بغیر ہم چلے جائیں گے؟ کبھی کہتے: ہم ناکام لوٹ جائیں گے۔ فرمایا: کل ہم پھر لڑیں گے۔ چنانچہ اگلے روز انہوں نے جہاد کیا اور بہت سے افراد زخمی ہوگئے۔ آپ نے پھر فرمایا: کل اِن شاءَ اللہ تعالیٰ ہم یہاں سے واپس لوٹ جائیں گے۔ اب اِن لوگوں کو یہ بات بہت بھلی معلوم ہوئی تو نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسکرا دیے۔[4]

6 مشکل کو آسان کرنے کے لیے مسکراہٹ اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی: یارسولَ اللہ! میں نے اِس طرح کا خواب دیکھا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے۔ تو اِس کی بات سُن کر سیّدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسکرا دیے اور فرمایا: جب تم میں سے کسی کے خواب میں شیطان آکر کھیل کرے تو وہ لوگوں کو مت بتائے۔[5]

اپنے بندوں کی مدد فرمایئے
پیارے حامی مسکراتے آیئے[6]

7 اللہ کی قدرت کے اقرار پر مسکراہٹ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک موقع پر قیامت کے دن جنّتیوں کی مہمان نوازی کے لیے زمین کے روٹی بن جانے کا ذکر فرمایا تو اِس موقع پر ایک یہودی عالم نے عرض کی: اے ابو القاسم! رحمٰن آپ پر برکت نازل کرے؛ کیا میں آپ کو بروزِ قیامت جنّتیوں کی مہمان نوازی کے بارے میں بتاؤں؟ فرمایا: ہاں۔ پھر اُس نے بات کی تصدیق کرتے ہوئے عرض کی: زمین ایک روٹی جیسی ہو جائے گی جیسے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا۔ یہ سُن کر آپ مسکرا دیے۔ وہ پھر بولا: کیا میں آپ کو ان کے سالن کے بارے میں بتاؤں؟ بالام اور مچھلی۔ صحابۂ کرام نے کہا: وہ کیا چیز ہے؟ یہودی عالم نے جواب دیا: بیل اور مچھلی کہ ان دونوں کی کلیجی کے ٹکڑے سے ستّر ہزار کھائیں گے۔[7]

8 تائیدی مسکراہٹ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: خیبر کے دن مجھے چربی کا ایک تھیلا ملا تو میں اس سے لپٹ گیا میں نے کہا: آج میں اس میں سے کسی کو کچھ نہ دوں گا۔ پھر میں نے اِدھر اُدھر دیکھا تو اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (مجھے دیکھ کر) مسکرا رہے تھے۔[8] یعنی حضور انور نے مجھے اس ارادے سے اور اس قبضہ سے روکا نہیں بلکہ تبسم فرمایا جس سے اجازت معلوم ہوئی کیونکہ کسی عمل کو دیکھ کر منع نہ فرمانا اجازت کی علامت ہے۔[9]

اِک بار مسکرا کے مجھے دیکھ لیجئے
دم توڑ دوں گا قدموں میں وارفتگی کے ساتھ[10]

9 تکلیف دہ رویّے کے باوُجود مسکراہٹ ایک مرتبہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوپر ایک نجرانی چادر تھی جس کے کنارے موٹے تھے، ایک دیہاتی نے بطورِ امداد مال مانگنے کے لیے چادر مبارک پکڑ کر بڑے زور سے کھینچی یہاں تک کہ مبارک کندھے پر رگڑ کا نشان بن گیا۔ ساتھ ہی اَعرابی نے بڑے سخت جملے بھی بولے۔ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جواباً صرف اتنا فرمایا: مال تو اللہ پاک کا ہی ہے اور میں تو اس کا بندہ ہوں۔ پھر ارشاد فرمایا: اے اَعرابی! کیا تم سے اس سُلوک کا بدلہ لیا جائے جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: کیوں نہیں؟ اَعرابی نے جواب دیا: کیونکہ آپ کی یہ عادتِ کریمہ ہی نہیں کہ آپ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے دیں۔ اس کی یہ بات سُن کر رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسکرا دیے

اور ارشاد فرمایا: اِس کے ایک اونٹ کو جَو سے اور دوسرے کو کھجور سے بھر دو۔ (11)

خزاں کا سخت پہرا ہے غموں کا گھپ اندھیرا ہے
ذرا سا مسکرا دو گے تو دِل میں روشنی ہو گی (12)

10 علم کا اشتیاق پیدا کرنے کے لیے مسکراہٹ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک موقع پر تبسّم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ میں کس وجہ سے مسکرایا؟ عرض کی گئی: اللہ اور اس کا رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: بندے کے اپنے پروردگار سے کلام کرنے کی وجہ سے مسکرا رہا ہوں کہ وہ کہے گا: ”اے میرے پروردگار! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی۔“ اللہ ارشاد فرمائے گا: ”کیوں نہیں۔“ وہ عرض کرے گا: ”آج کے دن میں اپنے خلاف اپنے سوا کسی اور کی گواہی قبول نہیں کروں گا۔“ تو اللہ ارشاد فرمائے گا: ”آج تو خود اور کِرَامًا کَاتِبِیْن تیرے خلاف بطورِ گواہ کافی ہیں۔“ آپ فرماتے ہیں: پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا: ”بولو۔“ تو اس کے اعضاء اس کے اعمال کے متعلّق بولنے لگ جائیں گے، پھر اللہ اس کے اور اس کے کلام کے درمیان تنہائی پیدا کرے گا تو وہ اپنے اعضاء سے کہے گا: دور ہو جاؤ، دفع ہو جاؤ، میں تمہارا ہی تو دفاع کر رہا تھا۔ (13)

اللہ کریم اپنے پیارے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صدقے مسکراہٹ لبوں پر سجائے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔
اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) بخاری، 2/403، حدیث: 3294 (2) بخاری، 2/93، حدیث: 2348 (3) ابن ماجہ، 4/91، حدیث: 3443 (4) بخاری، 3/115، حدیث: 4325 (5) مسلم، ص959، حدیث: 5927 (6) ذوقِ نعت، ص295 (7) بخاری، 4/252، حدیث: 6520 (8) بخاری، 2/360، حدیث: 3153، مسلم، ص755، حدیث: 4605 واللفظ لہ (9) مراٰۃ المناجیح، 5/580 (10) وسائلِ بخشش، ص211 (11) بخاری، 4/53، حدیث: 5809، الشفاء، 1/108 (12) وسائلِ بخشش، ص391 (13) مسلم، ص1214، حدیث: 7439۔

جنوری 2026ء میں امیرِ اہلِ سنّت کی جانب سے مرحومین کے لواحقین اور مریضوں کے نام جاری ہونے والے دعائیہ پیغامات کی رپورٹ

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے جنوری 2026ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے شعبہ ”پیغاماتِ عطّاؔر“ کے ذریعے تقریباً 2838 پیغامات جاری فرمائے جن میں 501 تعزیت کے، 2085 عیادت کے جبکہ 252 دیگر پیغامات تھے۔

ان پیغامات میں امیرِ اہلِ سنت نے بیماروں کی صحت یابی کے لیے دعائیں فرمائیں جبکہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے مرحومین کے لیے مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعائیں کیں۔

ہفتہ وار رسائل کی کارکردگی (جنوری 2026ء)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ ہر ہفتے ایک مدنی رسالہ پڑھنے / سننے کی ترغیب دلاتے اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازتے ہیں۔

جنوری 2026ء میں دیے گئے 04 مَدَنی رسائل کے نام اور ان کی کارکردگی پڑھئے: 1 حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: 16 لاکھ، 23 ہزار 50 2 تفسیر نور العرفان سے 77 مدنی پھول (قسط:09): 15 لاکھ، 85 ہزار 461 3 قوت القلوب سے 59 مدنی پھول (قسط02): 18 لاکھ، 79 ہزار 727 4 جو آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پسند وہ اپنی پسند: 18 لاکھ، 77 ہزار 579۔

Go To Index

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کیے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 9 سوالات و جوابات کافی ترمیم کے ساتھ یہاں درج کیے جارہے ہیں۔

1 کیا فرشتے سوتے ہیں؟

سُوال: کیا فرشتوں کو بھی ہماری طرح نیند آتی ہے؟

جواب: جی نہیں، فرشتوں کو نہ اُونگھ آتی ہے نہ نیند اور نہ وہ کچھ کھاتے پیتے ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 16 رمضان المبارک 1441ھ)

2 ”حطیم“ خانۂ کعبہ میں داخل ہے

سُوال: کیا حطیم[1] کعبہ شریف میں داخل ہے؟

جواب: جی ہاں! حطیم کعبہ بھی کعبہ شریف میں داخل ہے۔ دورانِ طواف اس میں سے نہیں گزر سکتے۔

(دیکھئے: مدنی مذاکرہ، 15 شوال المکرم 1441ھ)

3 حالتِ اِحرام میں ناریل کا تیل لگانا کیسا؟

سُوال: کیا اِحرام کی حالت میں سر یا چہرے پر ناریل کا تیل لگا سکتے ہیں؟

جواب: لگا سکتے ہیں۔ البتہ تِل اور زیتون کا تیل خوشبو کے حکم میں ہے اگرچہ ان میں خوشبو نہ ہو، یہ جسم پر نہیں لگا سکتے۔ ہاں! ان کے کھانے، ناک میں چڑھانے، زخم پر لگانے یا کان میں ٹپکانے میں کفّارہ لازم نہیں۔ لہٰذا حالتِ اِحرام میں ناریل کا تیل لگانا جائز ہے مگر تِل اور زیتون کا تیل سر میں نہیں ڈال سکتے۔ (مدنی مذاکرہ، 26 شوال المکرم 1440ھ)

4 مُرغی پانی میں چونچ ڈال دے تو۔۔۔

سُوال: اگر مُرغی پتیلی میں رکھے پانی میں چونچ ڈال دے تو کیا پانی ناپاک ہو جائے گا؟

جواب: جی نہیں! البتہ اگر مُرغی نے نَجاست میں چونچ ڈالی اور نَجاست اُس کی چونچ پر لگ گئی، پھر اُس نے چونچ پتیلی میں رکھے پانی میں ڈالی تو اب پانی ناپاک ہو جائے گا۔

(مدنی مذاکرہ، 8 محرم الحرام شریف 1441ھ)

5 شاور کے ذَریعے غسل کرنا

سُوال: شاور یا برستی بارش کے ذَریعے غسل کرنا کیسا ہے؟

جواب: شاور کے ذَریعے غسل کرنا جائز ہے یہ بہتے پانی کے حکم میں ہے۔ اس میں غسل کرنے والا شاور کے نیچے اتنی دیر کھڑا رہے جتنی دیر میں بدن پر تین بار پانی بہہ جاتا ہے اس طرح تین بار کی سنّت اَدا ہو جائے گی۔ اِس کے علاوہ جو فرائض ہیں مثلاً کُلّی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا ان کو بھی پورا کرنا ہو گا۔

---

(1) حطیم: کعبۂ معظّمہ کی شمالی دیوار کے پاس نصف (یعنی آدھے) دائرے کی شکل میں فصیل (یعنی باؤنڈری) کے اندر کا حصہ۔ اس میں داخل ہونا عین کعبۃُ اللہ شریف میں داخل ہونا ہے۔ (رفیق الحرمین، ص61)

Go To Index

اگر کوئی شخص بارش میں کھڑا ہو گیا تو فرائض مکمل ہونے کی صورت میں غسل ہو جائے گا۔(مدنی مذاکرہ، 6محرم الحرام1442ھ)

6 مرغی کا مغز کھانا

سُوال: کیا مرغی کا مغز کھانے سے اولاد نہیں ہوتی؟

جواب: یہ محض افواہ ہے۔ میں نے بارہا مرغی کا مغز کھایا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الکریم ”پَرنانا“ بن گیا ہوں! عموماً لوگ مرغی کا سر وغیرہ پھینک دیتے ہیں، لیکن ہم لوگ چونکہ غریب تھے، لہٰذا میں خود مرغی کے سر اور گردن وغیرہ خرید کر لاتا تھا۔ مرغی کے دیگر گوشت کے مقابلے میں گردن کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے، میں نے یہ چیزیں بہت کھائی ہیں، اب بھی آئے تو کھالیتا ہوں۔ پہلے دیسی مرغیاں ہی ہوتی تھیں، فارمی مرغی کا تصوّر بھی نہیں تھا، نیز پہلے مرغی کی زائد چیزیں مثلاً سر، گردن، کلیجی وغیرہ ہوٹلوں میں بھی نہیں بکتی تھیں، نہ انہیں کوئی پوچھتا تھا، مگر اب تو سپر مارکیٹوں میں ان چیزوں کے الگ الگ پیکٹ بنا کر سجائے ہوتے ہیں، پاؤں یعنی لیگ پیس کا الگ پیکٹ، گردنوں، کلیجی کا الگ، جس کو جو پسند ہو وہ خریدلے۔

(مدنی مذاکرہ، 4محرم الحرام1442ھ)

7 گھر وغیرہ میں مَرحومین کی تصاویر لگانا کیسا؟

سوال: کچھ لوگ اپنی دکان، آفس اور گھر میں مَرحوم والدین کی تصاویر لگاتے ہیں کیا اُن کا ایسا کرنا دُرست ہے؟

جواب: جاندار بلکہ ماں باپ وغیرہ کی تصویر بھی دیوار وغیرہ پر آویزاں کرنا گناہ ہے ایسی تصویر گھر میں لگانے سے رَحمت کے فرشتے نہیں آتے۔(دیکھئے: بخاری، 3/19، حدیث: 4002) البتہ اسکرین پر نظر آنے والی تصویر جسے Digital Photo کہتے ہیں یہ تصویر شُعاعی ہوتی ہے اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں اِس کا پرنٹ آؤٹ کرنا جائز نہیں۔(مدنی مذاکرہ، یکم ربیع الآخر1442ھ)

8 ”اللہ پاک کی دُعا سے یہ کام ہو گیا“ کہنا کیسا؟

سُوال: ”اللہ پاک کی دُعا سے یہ کام ہو گیا“ کہنا کیسا ہے؟

جواب: ”اللہ پاک کی دُعا سے سب ٹھیک ہے“ وغیرہ جملے لوگ علم کی کمی کی وجہ سے بول رہے ہوتے ہیں، اس طرح نہیں کہنا چاہیے۔ ہم اللہ پاک کی بارگاہ میں دُعا کرتے ہیں اللہ پاک کسی سے دُعا نہیں کرتا، اللہ پاک کی ذات سب سے بڑی ہے اور سب کو وہی دینے والا ہے۔ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو بھی کہتے ہیں کہ آپ کی دُعا سے سب ٹھیک ہے، آپ کی دُعا سے فلاں کام ہو گیا یہ جملے تو کہہ سکتے ہیں لیکن یہ کہنا درست نہیں کہ ”اللہ پاک کی دُعا سے یہ کام ہو گیا“۔

(مدنی مذاکرہ، 4ربیع الاول شریف1442ھ)

9 شوہر کا برقع پہننے سے منع کرنا کیسا؟

سُوال: شوہر اگر برقع پہننے سے منع کرے تو کیا کِیا جائے؟

جواب: اسلامی پردہ کرنے کے لیے بُرقع شرط نہیں، چادر وغیرہ سے بھی پردہ ہو سکتا ہے، اگر شوہر چادر سے منع نہیں کرتا تو چادر سے پردہ کرے۔ البتہ! مَردوں کو چاہئے کہ پردہ کرنے سے منع نہ کریں، بلکہ اگر عورتیں پردہ نہیں کرتیں تو انہیں غیر مَردوں سے پردہ کرنے کے بارے میں سمجھائیں اور بے پردہ گھر سے نکلنے سے روکیں، وہ مرد گنہگار ہے جو اپنی بیوی کو بے پردہ گلیوں بازاروں میں گھومنے پھرنے کی چھوٹ دیتا ہے۔ اکبر الٰہ آبادی نے دل جلی بات کہی:

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبؔر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپ کے پردے کا کیا ہوا
کہنے لگیں وہ عقل پہ مَردوں کی پڑ گیا

یعنی مرد کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہے کہ اس نے پردہ کرنے پر پابندی لگادی، جن مردوں کی عقل پر پردہ نہیں وہ اپنی بیوی کو اِصرار کرکے پردہ کرواتے ہیں، لہٰذا قراٰنِ کریم کے احکام نافذ کرنے والا بننا چاہیے نہ کہ اسے روکنے والا، مسلمان کا کام قراٰن و حدیث پر عمل کرنا اور دوسروں کو عمل کی تلقین کرنا ہے، نہ کہ کسی کو اس پر عمل کرنے سے روکنا۔

(مدنی مذاکرہ، 11ربیع الاول شریف1442ھ)

Go To Index

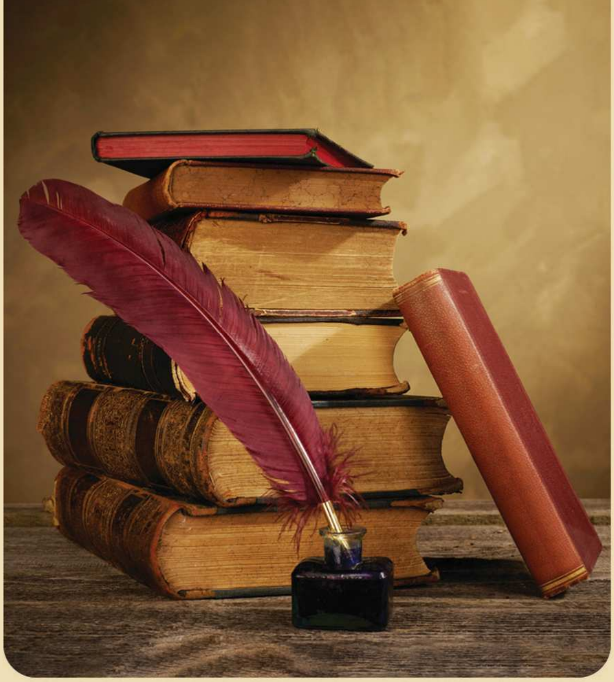

دارُالافتاء اَہلِ سُنّت

مفتی محمد ہاشم خان عطّاری مَدَنی*

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 انعامی اسکیم اور جوئے کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی موبائل کی دوکان ہے وہ ہر مہینے ایک قیمتی ٹچ موبائل کی قرعہ اندازی کرتا ہے جس کا طریقہ کار یہ ہے کہ زید نے سو روپے انٹری فیس رکھی ہوئی ہے جو شخص اس کو سو روپے دیتا جاتا ہے اس کا نام قرعہ اندازی کی لسٹ میں شامل کر دیتا ہے اس طرح سینکڑوں کے حساب سے افراد اس کے پاس آتے ہیں پھر جن کا نام قرعہ اندازی کی لسٹ میں شامل ہوتا ہے مہینے کے آخر میں ان کے نام کی پرچیاں بنا کر اس سے پرچی اٹھاتا ہے جس کا نام قرعہ اندازی میں نکلتا ہے اس کو ٹچ موبائل دے دیتا ہے اور بقیہ کی رقم اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ رہنمائی فرمائیں کہ کیا یہ قرعہ اندازی شرعا درست ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں زید کا مذکورہ طریقہ کے ساتھ موبائل کی قرعہ اندازی کرنا ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، کیونکہ مذکورہ انعامی طریقہ کار جوا ہے اور جوئے کی مذمت قرآن و حدیث میں بیان کی گئی ہے، قرآن کریم میں اسے شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔

اس کے جوا ہونے کی تفصیل یوں ہے کہ جس کا نام نکلا اس کو تو موبائل فون ملے گا، اور جن کا نام نہیں نکلے گا ان کے سو روپے ضائع ہو جائیں گے۔ تو یہ اپنا مال خطرے پر پیش کرنا ہے کہ یا تو زیادہ مال ملے گا یا اپنا مال بھی چلا جائے گا، اور یہی جوا ہے۔ لہٰذا اس ناجائز و حرام کام میں شامل تمام افراد پر یہ کام چھوڑنے کے ساتھ ساتھ اپنے اس فعل سے سچی توبہ کرنا اور آئندہ اس برے کام سے باز رہنا بھی ضروری ہے۔ نیز اس طریقے سے حاصل شدہ موبائل اور پیسوں وغیرہ کا حکم یہ ہے کہ وہ ان کے مالکان کو واپس کیے جائیں یا جیسے بنے ان سے معاف کروالیے جائیں، وہ نہ ہوں تو ان کے وارثوں کو واپس کیے جائیں۔ اور جن لوگوں کا پتا کسی طرح نہ چلے نہ ان کا نہ ان کے ورثاء کا تو ان لوگوں کا مال ان کی طرف سے خیرات کر دے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 جماعت فوت ہونے کے اندیشے میں سنتوں کی تکمیل کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سنت مؤکدہ کی ایک رکعت پڑھی اور خدشہ ہے کہ اگر دوسری رکعت ملائیں گے تو امام سلام پھیر دے گا، اب کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر کوئی شخص نفل، سنتِ مؤکدہ یا سنتِ غیر مؤکدہ شروع کر چکا تھا، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ دو رکعت مکمل کیے بغیر سلام نہ پھیرے، ایک رکعت پر سلام پھیر دینا جائز نہیں، اگرچہ جماعت میں امام کے سلام پھیر دینے کا خوف ہو، کہ یہ تکمیل کے لیے نہیں بلکہ ابطال کے لیے نماز توڑنا ہو گا جو کہ ناجائز ہے، البتہ اگر چار رکعت والی سنتِ مؤکدہ جیسے ظہر کی سنتِ قبلیہ شروع کر چکا

* شیخ الحدیث و مفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

تھا، اور فرضوں کی جماعت کھڑی ہو گئی، تو اب دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے یا چار مکمل کرے؟ اس میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر دے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ چار رکعت پوری کرے کیونکہ ان سنتوں کی تمام رکعتیں نماز واحد کی طرح ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں اقوال میں سے ہر طرف نہایت قوت اور تصحیح موجود ہے، دونوں اقوال میں سے جس پر انسان عمل کرے، تو کوئی اعتراض نہیں ہے، لیکن راجح، دوسرا قول ہی ہے اور سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرف میلان ظاہر فرمایا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 متعدد کپڑوں پر نجاستِ غلیظہ کا مجموعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہ مسئلہ شرعیہ ہے کہ ”کپڑے پر چند جگہ نَجاستِ غلیظہ لگی اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے، تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد“۔ اب اس میں یہ پوچھنا ہے کہ اگر نجاست ایک سے زائد کپڑوں میں لگی ہو مثلاً کچھ قمیص پر لگی ہو اور تھوڑی سی شلوار پر، اور دونوں جگہ درہم سے کم ہو لیکن مجموعہ درہم سے زائد ہو تو کیا یہ بھی مانعِ نماز ہو گی یعنی قمیص و شلوار دونوں کی نجاست مجموعاً مانع کہلائے گی یا الگ الگ کپڑے کا اعتبار کیا جائے گا؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قوانینِ شرعیہ کی رُو سے نمازی کے بدن پر موجود ایک سے زائد کپڑوں پر متفرق نجاست لگی ہو تو مانع مقدار شمار کرنے میں مستقل طور پر الگ الگ کپڑے کا اعتبار نہیں ہو گا بلکہ تمام کپڑوں کی مجموعی نجاست کا اعتبار ہو گا، لہٰذا اگر قمیص اور شلوار پر تھوڑی تھوڑی نجاستِ غلیظہ لگی ہو اور دونوں میں ایک درہم کے برابر نہ ہو لیکن جمع کرنے کی صورت میں درہم سے زائد ہو جائے تو مجموعاً درہم سے زائد ہی سمجھی جائے گی اور جوازِ نماز سے مانع ہو گی، یونہی نجاستِ خفیفہ کا معاملہ ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

4 تلبیہ چھوڑنے کی صورت میں عمرہ کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں پہلے عمرہ کرنے کے بعد مکہ میں ہی کچھ دن ٹھہر گیا پھر میں نے دوسرا عمرہ کرنے کے لیے مسجد عائشہ سے جاکر احرام باندھا اور وہیں دو رکعت نفل ادا کر کے یہ نیت کی ”اے اللہ! میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں، میرے لیے اسے آسان بنا اور قبول فرما“۔ لیکن چونکہ ٹیکسی ڈرائیور بار بار مجھے جلدی کرنے کا کہہ رہا تھا جس کی وجہ سے میں تلبیہ پڑھنا بھول گیا جب ہم حرم میں واپس پہنچ گئے تو مجھے یاد آیا کہ میں نے تلبیہ نہیں پڑھی تھی لہٰذا میں نے وہیں تلبیہ پڑھ کر عمرہ کر لیا، کیا اس صورت میں مجھ پر کوئی کفارہ لازم ہو گا؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جب آپ نے ایک عمرہ کر لیا تو اب آپ مکی کے حکم میں ہو گئے اور مکی عمرہ کرنا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ حرم سے باہر جاکر عمرہ کا احرام باندھ کر آئے اور عمرہ کے احرام کے لیے عمرہ کی نیت اور اس کے ساتھ تلبیہ یا اس کے قائم مقام الفاظ کہنا ضروری ہیں بغیر اس کے احرام میں داخل نہیں ہو گا لہٰذا دریافت کردہ صورت میں اگر آپ نے حدودِ حرم میں آنے سے پہلے تلبیہ کے قائم مقام کوئی لفظ جیسے ”سبحان اللہ، الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ“ وغیرہ کہہ لیے تھے تو آپ حالتِ احرام میں داخل ہو گئے اور عمرہ درست ہو گیا لیکن اگر بیرونِ حرم تلبیہ بھی نہیں کہا اور اس کے قائم مقام الفاظ بھی نہیں کہے اور حرم میں آکر اس نیت سے تلبیہ یا قائم مقام ذکر کیا تو اس صورت میں حرم کے اندر احرام باندھنا پایا گیا جس کی وجہ سے آپ پر دم لازم ہو گیا ایسی صورت میں حکم یہ ہوتا ہے کہ بیرونِ حرم جاکر وہاں سے دوبارہ تلبیہ پڑھ کر آئے تو اس پر جو دم لازم ہو چکا وہ ساقط ہو جائے گا اور اگر بیرون حرم جانے سے پہلے عمرہ شروع کر لے تو اب دَم مؤکد و متعین ہو جاتا ہے لہٰذا جب آپ نے حرم کے اندر ہی تلبیہ پڑھ کر عمرہ کر لیا تو آپ پر ایک دم اور اس گناہ سے توبہ کرنا بھی لازم ہو گی۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

اسلاف کے قلم سے

بے دینی کی عیاریاں

صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

پردہ شریعتِ اسلامیہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ شریعت کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں نیک چلنی اور پاک بازی کو رواج دیا جائے اور نفس کو بہیمی و شیطانی خصائل سے بچایا جائے۔ پاکیزہ اخلاق اور پسندیدہ جذبات سے اُس کو زینت دی جائے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ بدیوں اور گناہوں کا قوت کے ساتھ سدِّ باب کیا جائے اور وہ اسباب جو گناہوں کے باعث ہوتے ہیں اور نفس کو ہیجان میں لاتے ہیں، اس کا استیصال کر دیا جائے۔ درحقیقت جب کوئی شخص کسی چیز کو روکنا چاہے تو اُس پر لازم ہے کہ اس کے دواعی اور محرکات کو قطع کر دے۔ موسمی امراض اور وباؤں سے بچنے کے لیے پہلے سے صفائی کا اہتمام اور حفظ ماتقدم کی تدابیر اسی اصول کے ماتحت کی جاتی ہیں جن سے نقضِ امن یا فساد کا اندیشہ ہو۔ ایسے مجامع کو خلاف قانون اسی لیے قرار دیا جاتا ہے۔ مورچوں پر حربی سامان ہر وقت اسی مقصد کے لیے تیار رکھا جاتا ہے۔ اہم مقامات پر چھاؤنیاں اسی غرض سے ڈالی جاتی ہیں۔ ہر مکان میں احاطہ کی دیوار اور بند ہونے والے مضبوط دروازے اسی لیے بنائے جاتے ہیں۔ خزانوں کا مقفل کرنا، ان پر پہرے مقرر کرنا، ورودِ عام کو وہاں ممنوع قرار دے دینا، یہ سب دولت کی حفاظت ہی کے لیے ہے۔ مضر چیزوں سے پرہیز اسی لیے کیا جاتا ہے۔

غرض یہ کہ دنیا میں جس چیز کی حفاظت منظور ہوتی ہے اُس کو ہر ایسی چیز سے بچایا جاتا ہے جس سے کسی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ یا خطرہ ہو۔ کیا وجہ ہے کہ انسانی اخلاق اور بہترین صفات کی حفاظت کے لیے شہوت انگیزی کے اسباب اور گناہوں کے محرکات کو ممنوع قرار نہ دیا جائے۔ عورت مرد باہم ایک دوسرے کے لیے طبعاً مرغوب ہیں۔ حُسن و اَدا اور خوبیِ لباس مشوق ہے۔ نگاہ سے نگاہ مل کر اشاروں میں وہ گفتگوئیں ہو جایا کرتی ہیں جس کو عبارت میں ادا کیا جائے تو صفحے کے صفحے بھر جائیں جب عورتوں کو بے حجاب کر دیا جائے اور مردوں سے اختلاط میں انہیں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے تو کیا وجہ ہے کہ اس اختلاط سے فساد پیدا ہی نہ ہو۔ شہوت پرست انسان جس کی نگاہیں خیانت کی عادی ہو گئی ہوں، اور جس کا دل ناجائز خواہشات سے لبریز رہتا ہو، وہ تو پردہ کے حکم اور اختلاط کی ممانعت کو اپنی تمناؤں کا خون سمجھے گا اور دشمن ہو جائے گا لیکن وہ ہادی جو انسانی بدکار کو عیب سے بچانا چاہتا ہے وہ یقیناً فساد کی راہوں کو روکے گا جس چیز اور جس خبر میں مظنہ فساد ہو اس کو ممنوع فرمائے گا۔

اسی حکمت کے لیے شریعت اسلامیہ نے پردہ کا حکم دیا تاکہ دنیا سے بدکاری اور بدنیتی کا استیصال کیا جائے اور خلقِ خدا شہوات کے سمندروں میں غوطہ کھانے سے محفوظ رہے جب تک یہ انتظام نہ ہو تو انسان خدا پرستی کے لیے فراغت نہیں پاسکتا۔ شریعتِ اسلامیہ کے اس قانون کا یہ نتیجہ ہوا کہ انسانوں میں پرہیزگاری آگئی اور

قُوىٰ اپنے محل پر صرف ہونے لگے۔ بد نیتوں سے جو فساد و خون ریزیاں ہوتی تھیں اُن سے امن ہو گیا۔ انسان اپنے اہل وعیال کے حقوق ادا کرنے کی طرف مائل ہو گئے۔ خدا پرستی اور پرہیز گاری کے ساتھ ساتھ معاشرت بہتر ہو گئی اور نسلیں قوی پیدا ہونے لگیں۔ اس قانون کی بدولت مسلمانوں کے اوقات ضروریات میں صرف ہونے لگے۔ صبح شام سیر گاہوں میں عورتوں مردوں کے ہجوم کا اس قانون کے عہد میں نام و نشان نہیں ملتا۔ نہ عورتیں بے پردہ پھرتی ہیں نہ کسی کے دل میں شوق دیدار کے ولولے پیدا ہوتے ہیں نہ ناچ گھر آباد ہوتے ہیں، نہ پُر فساد مجامع دیکھے جاتے ہیں۔ انسان ایک سادہ زندگی کے معیار پر لے آیا گیا ہے۔ رات اپنے گھر میں اپنے اہل کے ساتھ انسانی متانت کے ساتھ گزارتا ہے۔ صبح قرآن پاک لے کر بیٹھ جاتا ہے۔ عورتیں اور مرد سب تلاوت میں مشغول ہوتے ہیں۔ یادِ الٰہی کے جذبے اور ذکرِ الٰہی کا شوق قلب کو منور کرتا ہے۔ اس سے فارغ ہو کر معاش کے کاموں میں دن گزارتا ہے۔ دن کے آخری حصہ میں جب اپنے کاموں سے فارغ ہو جاتا ہے تو مسجد میں بعدِ عصر بہ نیتِ اعتکاف بیٹھتا ہے یا اپنے شب کی ضروریات بہم پہنچانے میں مشغول ہوا ہے۔ اس طرح اُس کے رات دن نہایت پاکیزگی کے ساتھ گزرتے ہیں۔ عورتیں مکانوں میں پردہ نشین ہیں۔ اُن کے خیالات منتشر نہیں ہیں۔ وہ خانہ داری اور تربیت اولاد کے کام میں مصروف ہیں۔ عبادتوں کے اوقات یادِ الٰہی میں گزارتی ہیں۔ طہارت کا لحاظ رکھتی ہیں۔ ان کی محنتوں کا مرکز ایک شوہر ہے اور اس وجہ سے ان کو بڑی نفیس معاشرت اور عیش غیر مکدر حاصل ہوتا ہے۔ اس صفت میں مسلمان دنیا کی تمام قوموں میں فرد تھے۔ اُن کی خواتین کا آنچل کسی آنکھ نے نہ دیکھا تھا۔ اُن کے زیور کی جھنکار کسی کان نے نہیں سنی تھی۔ ان کے نام سے نامحرم واقف نہیں ہو سکتا تھا۔ مرنے کے بعد قبر میں بھی پردے کے اہتمام سے اتاری جاتی تھیں۔ اُن کی باندیاں بھی پردہ کرتی تھیں۔ باہر کی پھرنے والی عورتوں تک کا گھر میں آنا انہیں ناگوار تھا اور دُنیا کی وہ قومیں جن کے یہاں پردہ نہیں ہے، مسلمانوں سے شرماتی تھیں اور سمجھتی تھیں کہ حمیت و غیرت مسلمانوں کا حصہ ہے، اس میں کوئی ان کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ اپنی حالتوں پر ان کو شرم آتی تھی۔ اس لیے انہوں نے پردہ کی مخالفت شروع کی اور طرح طرح کے پروپیگنڈے شروع کیے تاکہ مسلمان کی یہ عزت و امتیاز جس کے سامنے اقوامِ عالم کو شرمندہ ورسوا ہونا پڑتا ہے، معدوم کر دی جائے۔ اغیار تو اس کوشش میں تھے ہی اُن کے حسد و عناد کا اس امر کو مقتضی ہونا چنداں بعید بھی نہ تھا۔

کُوزہ پشت (کبڑا) بھی چاہتا ہے کہ دنیا کے سرو قامت نوجوان اسی طرح خمیدہ ہو جائیں لیکن قابلِ رنج بات یہ ہے کہ ہمارے نوتعلیم یافتہ، مغربیت پرست، دشمنوں کی اس تمنا کو پورا کرنے کے لیے آلہ کار بن گئے اور وہ مسلمانوں کو غلط راہ پر لے جانے کی سعی میں سرگرم ہیں۔ ان سادہ لوحوں کو دشمنوں کا رٹایا ہوا کلمۂ ناحق تو یاد ہے، مگر وہ جذبہ خوش اعتقادی میں دشمن کی چال بازی و عیاری سے بالکل بے خبر اور غافل ہیں۔ شہوانی، غیرت سوز، امنگیں اُن کے ساتھ ہیں اور وہ اپنی بیبیوں کو بے پردہ اور بے حجاب بازاروں میں اور سیر گاہوں میں ریلوے اسٹیشنوں کے پلیٹ فارموں پر، بلکہ تھیٹروں اور سینماؤں تک میں ساتھ لیے پھرتے ہیں۔ غیر مردوں سے اُن کے ہاتھ ملواتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ لباس وہ پہناتے ہیں جس کو لباسِ عریانی یا لباسِ بے حیائی کہنا بالکل صحیح ہے۔ ہیں تو بیگم صاحب مگر سر کھلا ہے، بال کٹے ہیں، آستینیں ندارد ہیں، کلائیاں اور بازو نظر آرہے ہیں، گریبان ترچھا تراشا ہوا ہے جس میں سینہ اور کچھ حصہ زنانہ جسم تک کے نمودار ہیں۔ گھٹنوں تک پاؤں بھی کھلے ہیں، جن پر جسم کے ہم رنگ ریشمی موزے ہیں۔ ایک محترم خاتون کی بے عزتی کے لیے وہ سب کچھ کر لیا گیا ہے جس کا تصور کرنے سے مر جانا اس سے بدرجہا زیادہ پیارا معلوم ہوتا تھا۔ اس میں شریعتِ مطہرہ کی صریح مخالفت ہے اور غیرت کا تو نام و نشان بھی باقی نہ رہا کہ آدمی اپنی بی بی کو منظر عام پر لیے پھرتا ہے اور دنیا کے بد سے بد شخص کو اُس پر نظر ڈالنے کے موقعے دیتا ہے۔ ایسے ہی منحوس کو دیوث کہتے ہیں۔ بعض غیرت مند جانور تک اس طرح کی بے حیائی گوارا نہیں کرتے۔ اس بے غیرتی کو رواج دینے کے لیے تقریریں کی جاتی ہیں، مضمون لکھے جاتے ہیں، اور پردہ توڑ کر باہر نکل

Go To Index

آنے والی حیادار عورتیں پردے کی مخالفت میں بہت غوغا کرتی ہیں۔ زنانہ مدرسوں میں تعلیم دینے والی عورتیں پردہ کی برائیاں لڑکیوں کے ذہن نشین کرکے حیا کی چادر اُتار ڈالنے کی کوشش کرتی ہیں۔

جو مرد اپنی شرم وحیا بالائے طاق رکھ کر عورتوں کو پردے سے باہر نکال لائے اور اُن کو بے حجابی کا شکار بھی بنا چکے، وہ چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی اسی میں مبتلا کریں۔ آج کل ایک چھوٹا رسالہ میونسپلٹی مراد آباد میں تقسیم کیا گیا یہ رسالہ چھوٹی تقطیع کے ۴ صفحے پر ہے۔ لوہے کے حرفوں سے چھاپا ہوا ہے۔ ہیلتھ کی جانب سے چھاپا گیا ہے۔ اُس میں اکبر وجمیلہ کی ایک کہانی لکھی ہے اور یہ دکھایا ہے کہ جمیلہ پردے کی پابندی کی وجہ سے تپِ دق میں مبتلا ہو کر مرگئی اور اپنی لڑکیوں کو پردہ نہ کرنے کی وصیت کرگئی۔ اول تو یہ بات بے جا ہے کہ کوئی پبلک محکمہ کسی قوم کے مذہبی جذبات کے خلاف پراپیگنڈہ کرے اور اگر ایسے رسالوں کی اشاعت پر پبلک ہی کا روپیہ بھی صرف ہو تو یہ اور زیادہ قابل مواخذہ ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ آنکھ کھولیں اور پبلک کا روپیہ اپنے مذہب کی مخالفت میں نہ صَرف ہونے دیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ پردہ شکنی جیسے غیرت سوز و دشمنِ حیا مقصد کے لیے تمام ادلۂ عقلیہ و شرعیہ کے جواب میں صرف کہانیاں...ہوسکتی ہیں اور تعلیم جدید کا اصولِ برہان یہ کہانیاں رہ گئی ہیں اور وہ بھی باطل محکمہ ہیلتھ، یعنی صحت کی طرف سے اس کا شائع ہونا اور زیادہ تعجب خیز ہے کیوں کہ ماہرین علم صحت کو ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ صدیوں کے تجربے افسانوں اور کہانیوں سے رد نہیں ہوتے۔ تیرہ سو برس سے مسلمان پردہ کے نہایت اہتمام کے ساتھ پابند ہیں۔ اگر پردے سے تپ دق پیدا ہوتی تو ضروری تھا کہ مسلمانوں کی تمام عورتیں تپ دق ہی میں مرتیں اور مسلمانوں کی نسل روز بروز گھٹتی جاتی لیکن ایسا نہیں ہوا تو کسی عورت کی تپ دق کا سبب پردے کو قرار دینا ایک غلط تخیل اور باطل وہم ہے۔ مسلمانوں کی عورتیں تو ابتدا ہی سے پردے کی خوگر اور عادی ہوتی ہیں انہیں پردے سے وحشت اور گھبراہٹ نہیں ہوتی بلکہ پردہ جان سے زیادہ عزیز ہوتا ہے اور بے پردگی انہیں موت سے زیادہ شاق و ناگوار معلوم ہوتی ہے۔

انہیں پردے سے کیا تپ دق ہوگی جو مرد ہیں اور ابتدائے عمر سے آزاد پھرنے کے عادی ہیں جب انھیں لمبی لمبی قیدیں ہو جاتی ہیں اور جیل خانوں میں وہ نہ صرف دنیا کے سیر و تفریح سے روکے جاتے ہیں بلکہ عزیز و اقارب اہل و اولاد کو دیکھنے کو ترس جاتے ہیں، بدنامی و رسوائی کاروبار کی خرابی گھر کی ویرانی اہل و عیال کی پریشانی کے سبب سے غم اُن کے ساتھ ہوتے ہیں۔ پھر اس پر مشقتیں، جیل کی صُعوبتیں، وحشت انگیز لباس، زمین پر بیٹھنا سونا، غذاؤں کی پابندیاں یہ سب چیزیں مل کر بھی تپِ دق کا سبب نہیں ہوتیں تو عورتوں کے لیے پردہ جس کو وہ اپنی عزت و حرمت جانتی ہیں اور جس کے ساتھ عزیز و اقارب سے ملنے رشتہ داروں کے یہاں جانے شادی غمی میں شرکت کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہوتی۔ حسب حیثیت آسائش کے سامان مہیا ہیں، وہ کس طرح تپ دق کا سبب ہو سکتا ہے اور اگر ماہرینِ حفظانِ صحت کے نزدیک اتنی سی پابندی بھی تپ دق کا سبب ہے تو پہلے انہیں یہ چاہئے کہ گورنمنٹ سے قید کی سزا کو مخالف صحت و سبب ہلاک ثابت کرکے موقوف کرائیں کیوں کہ قید کی سزا دینے سے جان کا ہلاک کرنا منظور نہیں ہوتا۔ اگر وہ جان کے لیے خطرناک ہے تو ضرور موقوف ہونی چاہیے۔

بہت افسوس ہے کہ مسلمانوں کے اخلاق بگاڑنے کے لیے ایسی رکیک کہانیوں سے کام لیا جائے، اور اس مقصد کے لیے ان کہانیوں کا پیش کرنا اہل نظر کے لیے اس کی دلیل ہے کہ بے پردگی کے حامیوں کے پاس اُن کے طریق عمل کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دینی تعلیم اور دین داروں کی صحبت سے بے پردہ ہو کر انسان قوائے شہوانیہ سے اتنا مغلوب ہو جاتا ہے کہ غیرت وحمیت تک اُس میں باقی نہیں رہتی، اور یہ حالت اُس کو بہترین جذبات کی پاسداری سے معطل کر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے نوجوانوں کو مسلمانوں کی پختگیِ اعتقاد کا بھی کچھ اندازہ کرنا چاہئے کہ وہ پابندیِ شریعت کو ہر چیز سے زیادہ قیمتی اور عزیز سمجھتے ہیں۔ وہ ایسے وہمیات کی طرف کیا التفات کریں گے۔

(السواد الاعظم، شوال، ذیقعدہ ۱۳۵۰ھ، ص2تا12)

برکت کا زوال
اسباب اور ہماری ذمہ داریاں

از: امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ

آج کل بعض لوگ یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ برکت نہیں رہی، پیسے میں برکت نہیں، وقت بے برکت ہو گیا ہے، حتّٰی کہ زندگی کے کسی بھی معاملے میں برکت اور کشادگی باقی نہیں رہی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ برکت کسی سے مکمل طور پر چھن نہیں جاتی، بلکہ کسی کو زیادہ، کسی کو کم اور کسی کو حالات کی بنا پر یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ برکت ختم ہو رہی ہے۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے طرزِ زندگی اور اخراجات پر سنجیدگی سے غور کریں۔

ماضی میں بجلی کا استعمال نہایت محدود تھا۔ جب ہم بچپن میں تھے تو ہمارے گھر میں ایک آدھ بلب جلتا تھا، نہ ٹیوب لائٹ تھی، نہ پنکھے۔ گرمی میں گتّے کے ٹکڑے سے ہوا جھل لی جاتی تھی، کھٹمل بھی کاٹتے تھے، مکان بھی پرانا اور سادہ سا تھا، مگر اس کے باوجود زندگی کا پہیہ چل ہی جاتا تھا۔ اُس وقت استعمال کم ہونے کی وجہ سے بجلی کا بل کم آتا تھا۔

آج صورتِ حال اس کے برعکس (یعنی اُلٹ) ہے۔ ایک سوئچ آن کرنے سے کئی کئی بلب ایک ساتھ روشن ہو جاتے ہیں، حالانکہ ضرورت صرف ایک بلب کی ہوتی ہے، مگر بناوٹ ایسی ہوتی ہے کہ جب تک سب نہ جلیں، ایک بلب بھی نہیں جلتا۔ بلاضرورت اور فضول استعمال ہماری عادت بن چکا ہے۔ اسی طرح اے سی کو ہی دیکھ لیجیے: پہلے ہم نے اے سی کا نام تک نہیں سنا تھا، اور آج ہر کمرے میں اے سی موجود ہے، بعض گھروں میں تو کچن تک میں اے سی لگا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے، اس سبب سے بجلی کے اخراجات میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

کھانے پینے کا معاملہ بھی کچھ مختلف نہیں۔ پہلے کھانا سادہ اور کم خرچ ہوتا تھا، اور اب نت نئے مرغن پکوانوں کا رواج عام ہو چکا ہے۔ ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا نے کھانوں کے بے شمار انداز متعارف کروا دیے ہیں ایک کلک پر کھانوں

Go To Index

کی ایک فہرست سامنے آجاتی ہے۔ جو چیز پہلے چند روپوں میں تیار ہو جاتی تھی، اب وہی سینکڑوں یا ہزاروں میں پڑتی ہے، تو یوں خرچ بڑھنا ہی ہے۔ نیز پہلے کھانا بھی بقدرِ ضرورت پکایا جاتا تھا۔ اگر کچھ بچ جاتا تو نہ فریج ہوتے تھے اور نہ ذخیرہ کرنے کا رواج، یا تو اسے چھیکے میں رکھ دیا جاتا یا مستحقین کو دے دیا جاتا۔ اب زیادہ پکایا جاتا ہے، فریج میں رکھا جاتا ہے، پھر بسا اوقات نہ بچے کھاتے ہیں نہ بڑے، اور آخر کار وُہی کھانا کوڑے دان کی نذر ہو جاتا ہے۔ اس طرح نعمتوں کا ضیاع (یعنی ضائع ہونا) بڑھ گیا ہے اور ضائع کرنا بے برکتی کا سبب بنتا ہے۔

لباس کے معاملے میں بھی یہی حال ہے۔ پہلے لوگوں کے سادہ کپڑے ہوتے تھے، پیوند لگے کپڑے بھی پہن لیے جاتے تھے۔ میں نے خود بھی کئی مرتبہ پیوند لگے کپڑے پہنے ہیں۔ آج کپڑا چند بار دھل جائے تو فوراً نیا لباس خرید لیا جاتا ہے۔

عورتوں کے اخراجات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے۔ فیشن کی دوڑ، شادیوں میں کئی کئی جوڑے، اور شادی کے لیے انتہائی قیمتی لباس، یہ سب ایسے رجحانات ہیں جو شاید پہلے کم تھے۔

اگر کفایت شعاری اختیار کی جائے تو برکت ہی برکت ہے، یہاں تک کہ پڑوسی بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

گھروں کا معاملہ بھی قابلِ غور ہے۔ پہلے چھوٹے چھوٹے کمرے ہوتے تھے۔ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حجرہ مبارک بھی نہایت سادہ اور بظاہر مختصر (مگر عظمت میں وسیع ترین) تھا، مگر آج مکانات اور پلازے دن بدن بڑے ہوتے جارہے ہیں۔ جتنا بڑا مکان ہو گا، اتنے ہی زیادہ رنگ و روغن، بجلی، پانی، گیس، صفائی اور عملے کے اخراجات ہوں گے۔ حالانکہ سادہ زندگی میں بھی عزت اور سکون کے ساتھ گزارا ممکن ہے۔

قراٰنِ کریم ہمیں صاف الفاظ میں بتاتا ہے:

﴿لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ﴾

آسان ترجمہ قرآن کنزالعرفان: اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ عطا کروں گا۔(پ13، ابراہیم:7)

اسی طرح کاروباری معاملات میں جھوٹ، دھوکا اور بلاضرورت قسمیں کھانا بھی برکت کو ختم کر دیتا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: ”خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو! کیونکہ زیادہ قسمیں کھانا سامان بکوا دیتا ہے، لیکن برکت مٹا دیتا ہے“۔(مسلم، ص668، حدیث:4126)

فضول خرچی، اسراف، گناہوں میں مال خرچ کرنا، نعمتوں کو ضائع کرنا یہ سب بے برکتی کے اسباب ہیں۔

بلا ضرورت لائٹس جلانا اور کچن، باتھ روم اور دیگر جگہوں کی بتیاں روشن رکھنا اسراف ہے۔ اگر واقعی ضرورت ہو تو 100 بلب روشن کرنا بھی درست ورنہ بے ضرورت ایک بھی کیوں؟ بے شک یہی پیسہ بچا کر کسی مستحق کی مدد بھی کی جاسکتی ہے۔

اگرچہ مہنگائی اب ایک عالمی مسئلہ بن چکی ہے، مگر اس کے باوجود ہمیں اپنی اصلاح کرنا ہو گی، کیونکہ بہت سی مشکلات ہمارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہیں۔

اللہ پاک ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے اور نعمتوں کی قدر کرنے کی توفیق دے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خاتمِ النّبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے

اسلام کمزوروں کا محافظ

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

اسلام ایسا کامل و اکمل دین ہے جو طاقتور کو کمزوروں کی ذمہ داری سونپتا اور کمزور کو محفوظ بناتا ہے۔ قراٰن و سنت بار بار اس بات پر زور دیتے ہیں کہ معاشرے کے طاقتور لوگ کمزور طبقوں کا خیال رکھیں۔ اسلام کی تعلیمات میں اللہ پاک نے وہ اعتدال تناسب اور توازن رکھا ہے کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان، یا کسی بھی مخلوقِ خدا پر ظلم وزیادتی نہیں کر سکتا، اسلامی تعلیمات میں ایسا ہرگز نہیں ہے کہ طاقت ور اپنی طاقت، قوت، عہدے، منصب، روپے پیسے اور بینک بیلنس کے نشہ میں بدمست دندناتا پھرے، جسے چاہے قتل کر دے، جس سے چاہے اس کی جمع پونجی چھین لے، جس کو چاہے زدوکوب کرے، جس کی چاہے عزت تار تار کرے یہ سب اور ایسا بہت کچھ زمانۂ جاہلیت میں تو ضرور ہوتا تھا لیکن اسلام نے اس طرح کی ہر اخلاق باختہ حرکت پر نہ صرف پابندی عائد کی بلکہ ایسے لوگوں کی دنیوی حدود و تعزیر اور اخروی سزا کو بھی بیان فرمایا۔ اسلام میں کمزوروں کے حقوق کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ عام طور پر معاشرے کے پسے ہوئے افراد جن میں ملازم و خادم، ضعیف و ناتواں، پسماندہ، خواتین، معذور و یتیم، مسکین، بیمار، غریب اور دیگر کمزور طبقات کے لوگ شامل ہیں نہ صرف انہیں نظر انداز کیا جاتا ہے بلکہ بنیادی انسانی حقوق سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔ اسلام میں ایسا باقاعدہ نظام موجود ہے جو کمزوروں کی حفاظت کرتا، ان کی عزت بڑھاتا، ان کی مدد کرنے کی ترغیب دِلاتا اور ان کے ساتھ حسنِ سُلوک کو ایمان کا حصہ قرار دیتا ہے۔ اللہ کریم اور اس کے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بار بار کمزوروں کے حقوق کی تاکید فرمائی ہے اور ان کے ساتھ ظلم کو سخت گناہ قرار دیا ہے۔

ایک سرسری نگاہ اسلام سے پہلے کے زمانے پر ڈالیں تو پتا چلتا ہے کہ وہ دور کمزوروں کے ساتھ ظلم، زیادتی اور مادّی طاقت کی بالادستی کا دور تھا۔ غلاموں پر ظلم و ستم کی وہ داستانیں ملتی ہیں جنہیں پڑھ سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کمزور و بے بس اور معذور افراد کو بوجھ سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے معاشرے کے ایسے تمام پسے ہوئے افراد کو تحفظ فراہم کیا، ان کی خدمت کو عبادت، ان کے ساتھ حسنِ سلوک کو ثواب اور ان کے کام آنے کو رزق اور فتح ملنے کا ذریعہ اور سبب قرار دیا تاکہ کوئی انہیں بوجھ نہ سمجھے بلکہ اپنی دنیا و آخرت کی خیر خواہی اور بھلائی جان کر ان کی خدمت کرے جیسا کہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ یعنی تمہارے کمزور لوگوں کی وجہ سے ہی تمہاری مدد کی جاتی اور تمہیں رِزق دیا جاتا ہے۔[1] حضرت علامہ علی بن سلطان قاری رحمۃُ اللہِ علیہ حدیثِ پاک کی وضاحت میں لکھتے ہیں: حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ اے لوگو! دشمنوں کے مقابلے میں تمہاری جو مدد کی جاتی ہے اور مالِ غنیمت وغیرہ کی صورت میں تمہیں جو رزق دیا جاتا ہے وہ ان غریبوں اور فقیروں کی برکت سے دیا جاتا ہے جو تمہارے درمیان موجود ہیں، لہٰذا تم اِن کی تعظیم کیا کرو اور اُن پر فخر و بڑائی کا اظہار نہ کیا کرو۔[2] اسلام کی بے مثال تعلیمات پر ہماری جان قربان! کیسے پیارے انداز سے کمزوروں کی مدد کرنے کی ترغیب ارشاد فرمائی جارہی ہے تاکہ کمزور و بے آسرا لوگوں کی مدد بوجھ سمجھ کر نہیں بلکہ اپنی آخرت کی بھلائی اور دنیا کی ترقی سمجھ کر کی جائے۔ اسلام کمزوروں کا کیسا محافظ ہے اس بات کا اندازہ اس حدیثِ پاک سے بھی لگایا جا سکتا ہے: حضرت سعد بن ابی وقاص

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے پیش کیا گیا ہے۔

Go To Index

رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّمَا یَنْصُرُ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ بِضَعِیفِھَا بِدَعْوَتِھِمْ وَصَلَاتِھِمْ وَاِخْلَاصِھِمْ یعنی اللہ کریم اِس امت کے کمزور اور بے بس لوگوں کی دعا، اِن کی نماز اور ان کے اِخلاص کی وجہ سے اِس اُمّت کی مدد فرماتا ہے۔[3] یہ روایت بھی کمزوروں کی خیر خواہی کا درس دے رہی ہے، کمزور لوگوں کی دُعا ان کی نماز، ان کی عبادت کی اس لیے اہمیت ہے کہ ان کی عبادت اور دعا میں بہت زیادہ اخلاص اور خشوع ہوتا ہے، اس لیے کہ ان کے دل دنیا کی چمک دمک اور زینت سے خالی ہوتے ہیں، اور ان کے باطن ہر اس چیز سے پاک ہوتے ہیں جو انہیں اللہ کریم سے دور کرتی ہے۔ یوں انہوں نے اپنا ایک ہی مقصد بنایا ہوتا ہے (یعنی صرف اللہ کی رضا)۔ چنانچہ ان کے اعمال پاکیزہ اور ان کی دعائیں قبول ہو گئیں۔[4] اسلام اپنے ماننے والوں کو کمزوروں کی حفاظت، ان کی خدمت کی کیسی ترغیب دیتا ہے اس واقعہ سے خوب سمجھا جا سکتا ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک زمانے میں دو بھائی تھے، ایک رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر رہتا اور دوسرا کام کاج کرتا تھا۔ کام کرنے والے نے نبیِّ اکرم نورِ مجسّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنے بھائی (کے کام نہ کرنے) کی شکایت کی تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَعَلَّکَ تُرْزَقُ بِہٖ یعنی شاید تجھے اس کی برکت سے ہی رزق دیا جا رہا ہو۔[5] خیال رہے! حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا "لَعَلَّ یعنی شاید" فرمانا "شک" کے لیے نہیں۔ کریموں کی "شاید" بھی یقینی بلکہ حَقُّ الْیَقِیْن ہوتی ہے۔[6] حضرت علامہ علی بن سلطان قاری رحمۃُ اللہِ علیہ حدیثِ پاک کی وضاحت میں لکھتے ہیں: ان دو بھائیوں میں سے ایک رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس علم و حکمت کی باتیں سیکھنے آتا اور دوسرا کام کاج کرتا تھا اور ان کا کھانا پینا ایک ساتھ تھا۔ کام کرنے والے نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں اپنے بھائی کی شکایت کی کہ نہ یہ خود کماتا ہے، نہ میرے ساتھ کام کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرا گمان ہے کہ تیری کمائی سے اسے رزق نہیں مل رہا بلکہ تجھے اس کی وجہ سے رزق مل رہا ہے۔ لہٰذا تو اس پر اپنی کمائی کا احسان مت جتا۔[7] حضرت علّامہ محمد بن علّان شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کے بھائی کے طلب معاش نہ کرنے اور اس کے اکیلے کمانے پر اسے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ اپنے بھائی کی وجہ سے تمہارا طلبِ معاش کے لیے نکلنا تمہارے رزق کی آسانی کا سبب ہو کیونکہ جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ پاک اس کی مدد فرماتا رہتا ہے۔[8] شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: یہ حدیث اس بات پر واضح دلیل ہے کہ فقراء بالخصوص اپنے قریبی رشتہ داروں کی کفالت کرنا رزق میں برکت کا بہترین ذریعہ ہے۔[9] حضرت ابو درداء عویمر رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم مجھے کمزور اور بے کس لوگوں میں تلاش کرو کیونکہ تمہارے کمزور لوگوں کی وجہ سے تمہیں روزی دی جاتی اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔[10] اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ اے لوگو! تم فقراء کے ساتھ احسان اور مظلوموں کی دادرسی کرکے میری رضا تلاش کرو کیونکہ تم میں کمزور لوگوں کے موجود ہونے کی برکت سے تمہیں حسی اور معنوی رزق دیا جاتا ہے اور تمہارے ظاہری و باطنی دشمنوں کے خلاف تمہاری مدد کی جاتی ہے۔[11] الغرض اسلام وہ دینِ کامل ہے کہ جو طاقت کو ظلم کا ذریعہ نہیں بلکہ اسے خدائی امانت بناتا ہے۔ اسلام کمزوری کو حقارت نہیں بلکہ حفاظت کا مستحق قرار دیتا ہے۔ آج اگر ہم اجتماعی طور پر اسلامی تعلیمات کی روح کو تر و تازہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کمزوروں کی ڈھال، یتیموں کا سہارا، محتاجوں کی امید اور مظلوموں کا دادرس بننا ہوگا۔ یاد رکھیے! جس معاشرے میں کمزور محفوظ ہوں، وہ معاشرہ اللہ پاک کی نصرت، برکت اور رحمت کا مستحق بنتا ہے۔ آیئے! عہد کریں کہ اپنی طاقت، عہدہ، منصب، وسائل اور اثر و رسوخ کو کمزوروں کی مدد، ان کے حقوق کے تحفظ اور ان کی عزتِ نفس کی بحالی کے لیے استعمال کریں گے۔ اس لئے کہ معاشرے کا امن کمزوروں کا محافظ بننے میں پوشیدہ ہے۔

---

(1) بخاری، 2/280، حدیث: 2896 (2) مرقاۃ المفاتیح، 9/84، تحت الحدیث: 5232 (3) نسائی، ص518، حدیث: 3175 (4) عمدۃ القاری، 14/179 (5) ترمذی، 4/154، حدیث: 2352 (6) مراٰۃ المناجیح، 7/123 (7) مرقاۃ المفاتیح، 9/170، تحت الحدیث: 5308 (8) دلیل الفالحین، 1/287، تحت الحدیث: 84 (9) اشعۃ اللمعات، 4/262 (10) ابو داؤد، 3/46، حدیث: 2594 (11) مرقاۃ المفاتیح، 9/99، تحت الحدیث: 5246۔

Go To Index

اسلام کا تربیتی نظام

مولانا فرمان علی عطاری مدنی*

تربیت انسانی شخصیت کو نکھارنے، سنوارنے اور وقار بخشنے کا وہ لازمی عمل ہے جو انسان کی سوچ میں وسعت، عمل میں پختگی اور اخلاق میں خوبصورتی پیدا کرتا ہے۔ یہی وہ بنیاد ہے جس پر فرد کی ذاتی اور اجتماعی زندگی کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ اگر تربیت کا دامن خالی ہو تو محض کتابی علم بھی بے معنیٰ ہو جاتا ہے، لیکن اگر تربیت سچی، اخلاص کے ساتھ اور صحیح سمت میں ہو تو ایک اَن پڑھ انسان بھی اعلیٰ کردار کا حامل ہو کر دوسروں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے روشنی کا چراغ بن سکتا ہے۔ اسلام جو ایک کامل دین ہے، اس نے انسان کو عبادات کی ادائیگی اور عقائد کی درستی کے ساتھ ساتھ پوری زندگی سنوارنے اور فلاح کی راہ دکھانے والا ایک مکمل نظامِ حیات دیا ہے۔ اس کا تربیتی نظام نہ صرف فرد کے اخلاق و کردار کو بہتر بناتا ہے، بلکہ اسے دوسروں کی اصلاح اور تربیت کا ذریعہ بھی بناتا ہے، تاکہ ایک نیک فرد کے ذریعے ایک اچھا معاشرہ تشکیل پا سکے۔ قراٰنِ کریم اور سنتِ نبوی میں ایسے اصول واضح کیے گئے ہیں جو انسان کو نیکی، عدل، دیانت، صبر، حیا اور تقویٰ جیسی اعلیٰ صفات سے آراستہ کرتے ہیں، اگر ہم معاشرے کو بہتر بنانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہر فرد کو اپنا آپ درست کرنا ہو گا، اور یہی تربیت کا حقیقی مفہوم ہے۔

اسلامی تربیت انسان کی شخصیت کے روحانی، اخلاقی، فکری اور عملی پہلوؤں میں نکھار پیدا کرتی ہے۔ روحانی تربیت انسان کے دل کو اللہ پاک کی محبت، اس کی رضا اور اخلاص سے لبریز کرتی ہے، جیسا کہ قراٰنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (۱۴)﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا۔[1] اخلاقی تربیت انسان کے کردار کو سچائی، عدل، صبر، حیا اور حسنِ سلوک جیسے پاکیزہ اوصاف سے مزین کرتی ہے، نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”مومنوں میں زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جو اَخلاق کے اعتبار سے ان میں سب سے اچھا ہے۔[2] فکری تربیت انسان میں عقل و شعور بیدار کرتی ہے، اور اسے غور و فکر، علم و حکمت اور بصیرت کی دولت عطا کرتی ہے، قراٰنِ کریم ہمیں یہی دعوت دیتے ہوئے مختلف مقامات پر تفکر، تدبر اور تعقل کی دعوت دیتا ہے۔ عملی تربیت زندگی کے ہر میدان میں حسنِ عمل، نظم و ضبط اور سنتِ نبوی کی پیروی کو فروغ دیتی ہے تاکہ فرد صرف نظریاتی طور پر نہیں بلکہ عملی سطح پر بھی ایک مفید، مثبت اور باکردار انسان بنے۔ یہی جامع تربیت اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے، جو فرد کی اصلاح سے قوم کی فلاح تک کا سفر طے کرتی ہے۔

اسلامی تربیت کا مقصد

اسلامی تربیت دراصل ایک ایسا مکمل نظام ہے جو انسان کو اس کی اصل فطرت، زندگی کے مقصد اور اس کے حقیقی مقام سے روشناس کرتی ہے۔ اسلام کے نزدیک انسان صرف ایک جاندار نہیں بلکہ اللہ کا بندہ اور اس کی دی گئی ذمہ داریوں کا نگہبان ہے۔

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

اس لیے اسلامی تربیت کی پہلی بنیاد یہی ہے کہ انسان کے دل میں اللہ کی بندگی اور اس کی فرمانبرداری کا شعور پیدا ہو، تاکہ وہ اپنی زندگی کو اللہ پاک کے احکام کے مطابق گزارے۔ اسلامی تربیت جہاں انسان کو اپنے خالق کا فرمانبردار بناتی اور نماز، روزے سمیت دیگر عبادات کا پابند کرتی ہے وہیں انسان کی اخلاقی، معاشرتی اور فکری شخصیت کو بھی سنوارتی ہے۔ اسی لیے اسلام سچائی، انصاف، صبر، حیا اور امانت داری جیسے اوصاف اپنانے کی تعلیم دیتا ہے، جو ایک اچھے اور باکردار انسان کی پہچان ہوتے ہیں۔ اسی طرح اسلامی تربیت انسان کی عقل کو جمود سے نکال کر علم، غور و فکر اور شعور کی طرف لے جاتی ہے، تاکہ وہ حق اور باطل میں فرق کر سکے۔ روحانی طور پر یہ تربیت انسان کے دل کی بیماریوں جیسے حسد، غرور، تکبر اور بدگمانی سے نجات دلاتی ہے اور اسے اللہ کے قریب کرتی ہے۔ یہ تربیت صرف فرد کی اصلاح پر نہیں رُکتی، بلکہ اُسے ایک باعمل، نفع بخش اور ذمے دار شہری بناتی ہے، جو معاشرے میں بھلائی، عدل اور خیر خواہی کا پیغام لے کر آتا ہے۔ آخر میں، اسلامی تربیت کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان دنیا میں نیکی اور تقویٰ کے ساتھ زندگی گزارے اور آخرت میں اللہ کی رضا اور جنت کی کامیابی حاصل کرے۔

انسان کی فطرت کے مطابق تربیت

اسلام کے تربیتی نظام کی ایک خوبی اور خوبصورتی یہ بھی ہے کہ یہ دین انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے۔ قراٰنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ﴾ ترجَمۂ کنزُ العِرفان: (یہ) اللہ کی پیدا کی ہوئی فطرت (ہے) جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا[3]

ہر بچہ اپنی اصل فطرت یعنی فطرتِ سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے، اور اس کی طبیعت دین کو قبول کرنے کے لیے آمادہ ہوتی ہے۔ پس اگر اسے اسی فطرت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ اس پر قائم رہتا ہے اور کسی اور طرف نہیں جاتا، کیونکہ یہ دینِ اسلام اپنی خوبی کی وجہ سے انسان کے نفس میں پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ لیکن وہ اس سے اس وقت ہٹتا ہے جب کوئی بشری آفت یا غلط رسم و رواج کی تقلید اسے راہ سے ہٹا دیتی ہے۔[4]

معلوم ہوا کہ انسان نیکی اور خیر کے رجحان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے جبکہ تربیت اس کو بگاڑنے، سنوارنے اور اچھی اور بری عادات و صفات میں ڈھالنے کا کام کرتی ہے، اچھی تربیت اچھا اور بری تربیت برا اثر پیدا کر دیتی ہے۔

سیرتِ نبوی مکمل تربیتی ماڈل

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پوری زندگی انسانیت کے لیے ایک کامل نمونہ اور اسلامی تربیت کا زندہ و روشن ماڈل ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قول و فعل، اخلاق و کردار اور معاملات و تعلقات میں ہمیں وہ کامل رہنمائی ملتی ہے جو انسان کو دنیا و آخرت میں کامیاب بنا سکتی ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اسوۂ مبارکہ ہر مسلمان کے لیے ایک ایسا راستہ ہے جو دل کو پاکیزگی، کردار کو بلندی اور زندگی کو مقصد عطا کرتا ہے۔ قراٰن کریم میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔[5]

نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قول اور فعل دونوں ہی انداز سے تربیت فرمائی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا طریقۂ تربیت؛ علم و حکمت، محبت و شفقت، صبر و تحمل اور اعلیٰ اخلاق کا حسین امتزاج تھا۔ آپ کی سیرتِ مبارکہ میں ہمیں عملی تربیت کے ایسے ایسے روشن پہلو ملتے ہیں جو آج کے ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ کہلانے والے معاشرے کے ماہرین دریافت کرتے پھرتے ہیں۔

ذیل میں اس کی چند ایک جھلکیاں پیش کی گئی ہیں، ملاحظہ کیجیے!

1 غلطی پر نرمی سے اصلاح: اسلامی تربیت کا ایک اہم طریقہ ہے کہ انسان کو نرمی، برداشت اور حسنِ اخلاق کے ساتھ درست راہ دکھائی جائے۔ اسلام میں اصلاح کا مقصد کسی کو شرمندہ کرنا یا سختی کرنا نہیں، بلکہ محبت و حکمت کے ذریعے دلوں کو بدلنا ہے۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عمل سے بھی یہی انداز دیکھنے کو ملتا ہے کہ آپ کے سامنے اگر کوئی غلطی کرتا تو آپ اسے ڈانٹنے کے بجائے نرمی سے سمجھاتے، چنانچہ ایک مرتبہ ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا اور پیشاب کرنے لگا، صحابہ کرام اسے روکنے لگے تو حضور نے فرمایا: اسے نہ روکو، چھوڑ دو! جب اس نے پیشاب کر لیا تو بلا کر ارشاد فرمایا: یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی کے لئے نہیں، یہ تو ذکرِ

Go To Index

الٰہی، نماز اور تلاوتِ قراٰن کے لئے ہیں۔[6] بعد میں وہ اعرابی جب دینی معاملات کو سمجھ گئے تو انہوں نے کہا: ”نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میری طرف تشریف لائے، میرے ماں باپ ان پر قربان! انہوں نے نہ تو مجھے ڈانٹا اور نہ ہی بُرا بھلا کہا۔[7]

2 مرحلہ وار تربیت: اسلامی تربیت کا ایک نمایاں اصول یہ ہے کہ انسان کی اصلاح اور تربیت میں تدریجی انداز یعنی مرحلہ وار انداز اختیار کیا جائے۔ اسلام نے انسان کی فطرت، عادات اور نفسیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے تربیت کا وہ طریقہ اپنایا جو مستقل اور پائیدار تبدیلی پیدا کرے۔ اچانک سختی یا ایک دَم مکمل تبدیلی کا مطالبہ کرنے کے بجائے، لوگوں کو آہستہ آہستہ بھلائی کی طرف لایا گیا تاکہ وہ دین کے احکام کو آسانی سے اپنا سکیں۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صحابۂ کرام کی تربیت میں جلد بازی کو اختیار نہیں فرماتے بلکہ ان کی استطاعت اور طبیعت اور حالات کو دیکھتے ہوئے ان کی مرحلہ وار تربیت فرماتے تھے، جیساکہ شراب کی حرمت ایک دم نہیں، بلکہ تین مرحلوں میں نازل ہوئی۔ پہلے اسے نقصان دہ کہا، پھر نشے کی حالت میں نماز سے منع کیا، اور آخر میں مکمل طور پر حرام قرار دیا۔ یہ تدریجی انداز (Gradual approach) انسانی نفسیات کو مدنظر رکھ کر اختیار کیا گیا۔ اس بارے میں حضرت سیِّدُنا امام فخرالدین رازی رحمۃُ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ شراب کو مرحلہ وار حرام قرار دینے میں حکمت یہ تھی کہ اللہ پاک جانتا تھا کہ یہ لوگ شراب نوشی کے بہت دلدادہ ہیں اور انہیں اس سے بہت زیادہ نفع بھی حاصل ہوتا ہے، اگر انہیں ایک ہی حکم سے منع کیا گیا تو یہ ان پر گراں گزرے گا، لہٰذا اُن پر شفقت فرماتے ہوئے درجہ بدرجہ (Gradually) حرمت نازل فرمائی۔[8]

3 سوالات کے ذریعے تربیت کا حکیمانہ انداز: اسلامی تربیت کا ایک نہایت مؤثر اور حکیمانہ طریقہ سوال و جواب کے ذریعے تعلیم دینا ہے۔ یہ انداز انسان کی توجہ کو مرکوز کرتا، اس کی سوچ کو بیدار کرتا اور بات کو ذہن نشین کر دیتا ہے۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تربیتِ صحابہ میں اسی حکیمانہ اسلوب کو اختیار فرمایا۔ آپ سوال کے ذریعے نہ صرف ان کی دلچسپی پیدا فرماتے بلکہ ان کے فہم و شعور کو بھی جِلا بخشتے، جیساکہ

ایک مرتبہ نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے استفسار فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ہم میں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار اور سامان نہ ہو۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لائے گا مگر ساتھ ہی کسی کو گالی دی ہو، کسی پر زنا کی تہمت لگائی ہو، کسی کا مال کھایا ہو، کسی کا خون بہایا ہو اور کسی کو مارا ہو پس ہر ایک کو اُس کی نیکیوں سے دیا جائے گا اب اگر اُس کی نیکیاں ختم ہو گئیں اور حق دار باقی بچ گئے تو اُن کے حق کے برابر اُن کے گناہوں میں سے لے کر اُس پر ڈال دیا جائے گا اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔[9]

4 اجتماعی تربیت: اسلامی تربیت کا ایک نہایت اہم پہلو اجتماعی تربیت ہے۔ اسلام صرف فرد کی اصلاح پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ پورے معاشرے کی فلاح و بہبود کو مقصد بناتا ہے۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے عمل سے یہ واضح فرمایا کہ ایک صالح معاشرہ تبھی وجود میں آسکتا ہے جب افراد کے ساتھ ساتھ اجتماعی سطح پر بھی عدل، مساوات، اخوت اور خیر خواہی کے اصول رائج کیے جائیں۔ آپ نے امت کو یہ سبق دیا کہ مسلمان صرف اپنی ذات کے نہیں بلکہ پوری جماعت کے خیر خواہ ہوں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابہ کی اجتماعی تربیت کرتے ہوئے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کے درمیان دو مرتبہ مواخات یعنی بھائی چارہ قائم فرمایا۔ پہلی بار خاص طور پر مہاجرین کے درمیان ہجرت سے قبل ہوا یہ ایک دوسرے کی مدد اور دین کے حقوق قائم کرنے پر تھا۔ اور دوسری مرتبہ جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔[10]

---

(1) پ30، الاعلیٰ: 14 (2) ابو داؤد، 4 / 290، حدیث: 4682 (3) پ 21، الروم: 30 (4) روح البیان، پ21، الروم: 30، 7 / 31 (5) پ21، الاحزاب: 21 (6) مسلم، ص133، حدیث: 661 ملتقطاً (7) ابن ماجہ، 1 / 300، حدیث: 529 (8) تفسیر کبیر، 2 / 396، پ2، البقرۃ، تحت الآیۃ: 219 (9) مسلم، ص1069، حدیث: 6579 (10) عمدۃ القاری، 8 / 182، تحت الحدیث: 1968 ملتقطاً۔

Go To Index

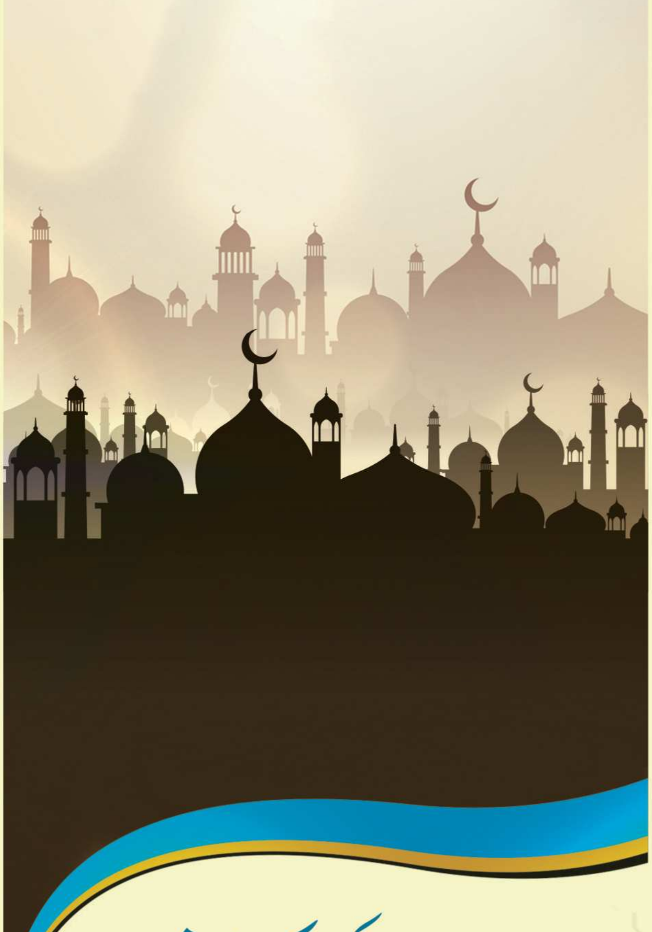

بزرگانِ دین کے مبارک فرامین

The Blessed quotes of the pious predecessors

مولانا ابو شیبان عطاری مدنی*

باتوں سے خوشبو آئے

عقل اور خود شناسی کا رشتہ

عقلمند سے اس کی اپنی خامیاں پوشیدہ نہیں رہتیں کیونکہ جس سے اپنی خامیاں چھپی رہتی ہیں اس سے دوسروں کی خوبیاں بھی پوشیدہ رہتی ہیں۔(ارشادِ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ)(روضۃ العقلاء، ص22)

زبان کے بیجا استعمال سے گریز کیجیے

بے فائدہ گفتگو مت کرو کیونکہ یہ فضول ہے اور تمہارے گناہ گار ہونے کا بھی اندیشہ ہے اور مفید بات بھی بے موقع نہ کرو کیونکہ مفید بات کرنے والے بہت سے لوگ بے موقع مفید بات کرتے اور خود کو مشقت میں ڈالتے ہیں۔

(ارشادِ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما)(احیاء العلوم،3/140)

جیسا اپنے لیے چاہتے ہو ویسا کرو

اپنے مسلمان بھائی سے ایسا برتاؤ کیا کرو جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کرے۔(ارشادِ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما)

(احیاء العلوم،3/140)

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی

فرائض کے بغیر نوافل پڑھنا

بے ادا فرائض کے نوافل ادا کرنے والے نمازی کی مثال یوں ہے جیسے کوئی تاجر بغیر سرمایہ کے نفع حاصل کرنا چاہے۔(فتاویٰ رضویہ،10/340)

روضۂ انور کی شبیہ بھی قابلِ تعظیم ہے

روضہ منوّرہ حضور پُر نور سیدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نقلِ صحیح بلاشُبہ معظماتِ دینیہ سے ہے اس کی تعظیم و تکریم بروجہِ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضاءِ ایمان ہے۔(فتاویٰ رضویہ،21/420)

امت پر رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حق

تمام امت پر رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حق ہے کہ جب حضور پُر نور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آثارِ شریفہ سے کوئی چیز دیکھیں یا وہ شے دیکھیں جو حضور کے آثارِ شریفہ سے کسی چیز پر دلالت کرتی ہو تو اس وقت کمالِ ادب و تعظیم کے ساتھ حضور پُر نور سیدِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تصوّر لائیں اور درود و سلام کی کثرت کریں۔(فتاویٰ رضویہ،21/422)

عطّار کا چمن کتنا پیارا چمن

ایک کے انتظار میں دوسرے کو انتظار مت کروایئے

کسی کے انتظار میں دوسرے کو انتظار کی آگ میں نہیں جھونکنا چاہیے۔(مدنی مذاکرہ،3جمادی الاخریٰ،1445)

مسجد میں شاہ و گدا سب برابر

کوئی کتنا ہی وی آئی پی کیوں نہ ہو اللہ کے گھر میں کاہے کا وی آئی پی! جس کو جہاں جگہ ملی وہ کھڑا ہو جائے۔

(مدنی مذاکرہ،3جمادی الاخریٰ،1445)

دوسروں کو قناعت پر مجبور نہ کیا جائے

بندہ خود اگر کم روزی میں گزارا کرتا ہے یا فاقہ کرلیتا ہے یا بھوکا رہتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ اپنے ماتحت جتنے ہیں سب کو اس کے لیے مجبور کردے۔(مدنی مذاکرہ،3جمادی الاخریٰ،1445)

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

اَحکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

1 قرض کہہ کر زکوٰۃ دی تو کیا حکم ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے مستحقِ زکوٰۃ شخص بکر کو قرض کہہ کر زکوٰۃ کی رقم دی جبکہ دیتے وقت اس کے دل میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی نیت تھی تو کیا زید کی زکوٰۃ ادا ہو گئی؟ نیز اگر کچھ عرصہ بعد بکر قرض کی واپسی کے ارادے سے زید کی دی ہوئی رقم زید کو لوٹانا چاہے اور زید کو اس وقت پیسوں کی حاجت بھی ہو تو کیا زید کا اس رقم کو لینا جائز ہے؟ کیونکہ بکر نے تو رقم قرض سمجھ کر ہی لی تھی۔

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں زید کی زکوٰۃ ادا ہو گئی، لیکن زید کا وہی رقم بعد میں بکر سے واپس وصول کر لینا شرعاً جائز نہیں۔

اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لیے رقم علیحدہ کرتے وقت اگر دل میں زکوٰۃ کی نیت موجود ہو تو مستحقِ زکوٰۃ شخص کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے بلکہ اس صورت میں قرض کہہ کر بھی زکوٰۃ دی جائے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کہ شرعاً دینے والے کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے، اب لینے والا کس نیت سے لے رہا ہے شرعاً اس کا اعتبار نہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ شرعی فقیر قرض سمجھ کر بعد میں وہ رقم لوٹانے آئے تو اب زکوٰۃ میں دی گئی رقم کا واپس لینا جائز نہیں ہو گا کہ زکوٰۃ سے مراد محض اللہ عزوجل کی رضا کے لیے شریعت کی جانب سے مقرر کردہ مال کو اپنا ہر قسم کا نفع ختم کر کے مستحقِ زکوٰۃ کو اُس مال کا مالک بنا دینا ہے، واضح ہوا کہ صورتِ مسئولہ میں زید کا بکر سے وہی رقم واپس وصول کر لینا شرعاً جائز نہیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: ”اِس (زکوٰۃ) میں اعتبار صرف نیّت کا ہے اگرچہ زبان سے کچھ اور اظہار کرے، مثلاً دل میں زکوٰۃ کا ارادہ کیا اور زبان سے ہبہ یا قرض کہہ کر دیا صحیح مذہب پر زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔“

(فتاویٰ رضویہ، 10/67)

فتاویٰ امجدیہ میں سوال ہوا کہ ایک شخص نے کسی مسکین کو زکوٰۃ کی نیت سے قرض کہہ کر مال دیا مدت دراز کے بعد وہ شخص قرض سمجھ کر واپس دینے آیا اور اب یہ شخص بھی مفلس ہے تو کیا یہ شخص اس مال کو لے سکتا ہے؟ تو صدر الشریعہ رحمۃُ اللہِ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ”جب کہ اس نے بہ نیتِ زکوٰۃ یہ رقم دی تھی تو اسے واپس لینا جائز نہیں حدیث مبارکہ میں فرمایا و لا تعد فی صدقتك اس پر لازم ہے کہ یہ رقم واپس کر دے اب اگر یہ شخص زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے تو دوسرے کی زکوٰۃ لے سکتا ہے نہ یہ کہ جو زکوٰۃ خود دے چکا اس کو واپس لے۔“ (فتاویٰ امجدیہ، 1/389)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 کرایہ دار پر متعین افراد کی رہائش کی شرط لگانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

* محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

زید نے تین کمروں اور ایک لاؤنج پر مشتمل مکان کرایہ پر لیا، اور کرایہ پر لیتے وقت مالکِ مکان نے یہ شرط رکھی کہ یہ مکان صرف چار افراد کی رہائش کے لیے دیا جارہا ہے، اس سے زائد افراد اس میں نہیں رہ سکتے تاکہ گھر کا رنگ و روغن زیادہ عرصے تک چل سکے۔ اب اگر زید چار سے زائد افراد کو اس گھر میں ٹھہراتا ہے جبکہ ان کے رہنے کے لیے گھر میں جگہ بھی موجود ہو، نیز بجلی و گیس کے بل بھی زید خود ادا کرتا ہو، تو کیا ایسی صورت میں زید مالکِ مکان کی خلاف ورزی کرنے کے سبب گناہ گار ہوگا، اور کیا چار سے زائد افراد ٹھہرانے کے سبب زید پر اضافی کرایہ دینا بھی لازم ہوگا؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق کرایہ پر کوئی چیز حاصل کرنے والا اس کی منفعت کو معروف طریقے سے استعمال کرنے میں آزاد ہوتا ہے اور اسے ایک عارضی ملکیت حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی چیزیں جو مختلف افراد کے استعمال سے کوئی مختلف کیفیت اختیار نہیں کرتیں، اُن میں یہ شرط لگانا کہ اِتنے لوگ استعمال کریں اس سے زیادہ لوگ اس کو استعمال نہ کریں، معتبر نہیں ہوتا بلکہ یہ شرط باطل شمار ہوتی ہے۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں زید اگر مالکِ مکان کی مقرر کردہ تعداد سے زائد افراد کو اپنے ساتھ وہاں ٹھہراتا ہے تو اس پر کوئی اضافی کرایہ لازم نہیں ہوگا، کیونکہ یہ شرط ہی شرعاً غیر معتبر ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ عرف سے تجاوز نہ کرے، مثلاً رہائشی گھر کو کوئی مسافرخانہ بنادے جس میں روز نئے نئے لوگ وہاں ٹھہرتے رہیں۔ ایسے امور میں مالک کو اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے۔ کیونکہ عام گھر اور مسافر خانے کے استعمال میں بہت فرق ہے۔

مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرَّحمہ بہارِ شریعت میں تحریر فرماتے ہیں: ”جن چیزوں کے استعمال میں اختلاف نہ ہو اُن میں یہ قید لگانا کہ فلاں شخص استعمال کرے بیکار ہے جس کو متعین کردیا ہے وہ بھی استعمال کرسکتا ہے اور دوسرا بھی استعمال کرسکتا ہے مثلاً مکان میں یہ شرط لگانا کہ اس میں تم خود رہنا دوسرے کو نہ رہنے دینا یا تم تنہا رہنا یہ شرطیں باطل ہیں۔“ (بہارِ شریعت، 3/129)

اسی طرح دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ”سکونت ایسی چیز ہے کہ ساکن کے اختلاف سے مختلف نہیں ہوتی۔ دکان یا مکان کو کرایہ پر لیا اُس میں خود بھی رہ سکتا ہے دوسرے کو بھی رکھ سکتا ہے مفت بھی دوسرے کو رکھ سکتا ہے کرایہ پر بھی اگرچہ مالک مکان یا دکان نے کہہ دیا ہو کہ تم اس میں تنہا رہنا۔“ (بہارِ شریعت، 3/122)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 شراکت داری کے اختتام پر شریک سے اس کا حصہ خریدنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ میں نے ایک شخص کے ساتھ کنفیکشنری کا کاروبار شراکت داری میں کیا۔ میں نے انیس لاکھ روپے سرمایہ لگایا اور شریک نے بھی اتنی ہی رقم لگائی۔ نفع و نقصان میں بھی دونوں کا آدھا آدھا حصہ تھا، البتہ کام میں کرتا تھا دوسرا شریک کام نہیں کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد ہمارے درمیان کچھ اختلاف ہوا جس کی وجہ سے میرا شریک شراکت داری کا معاہدہ ختم کرنا چاہتا ہے۔ اور جو شرکت کا سامان ہے وہ باہمی رضامندی سے میں خریدنا چاہتا ہوں، سامان کی کل مالیت پچیس لاکھ روپے بنی ہے۔ کیا یہ شرعاً جائز ہے؟ اس میں شرعاً کوئی قباحت تو نہیں ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: اگر شرکت کا سرمایہ سامان کی صورت میں موجود ہو اور فریقین اسی حالت میں شرکت ختم کرنا چاہیں تو ایسا کرنا درست ہے۔ شراکت داری کا معاہدہ ختم کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ مالِ شرکت نقد کی صورت میں تبدیل ہوچکا ہو۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں شراکت داری کا معاہدہ ختم کرنے کے بعد باہمی رضامندی سے ایک شریک دوسرے شریک کا حصہ خریدنا چاہتا ہے تو دوسرے شریک کو اس کے حصہ کے پیسے دے کر خرید سکتا ہے اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔ اور شرکت میں نقصان سے متعلق اصول یہ ہے کہ یہ دونوں فریقین کے مال کے تناسب کے اعتبار سے ہوگا۔ اگر شرکت میں دونوں فریقین کا مال برابر ہو جیسا کہ سوال میں ذکر کردہ صورت میں ہے اور نقصان ہوجائے تو فریقین میں برابر تقسیم ہوگا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

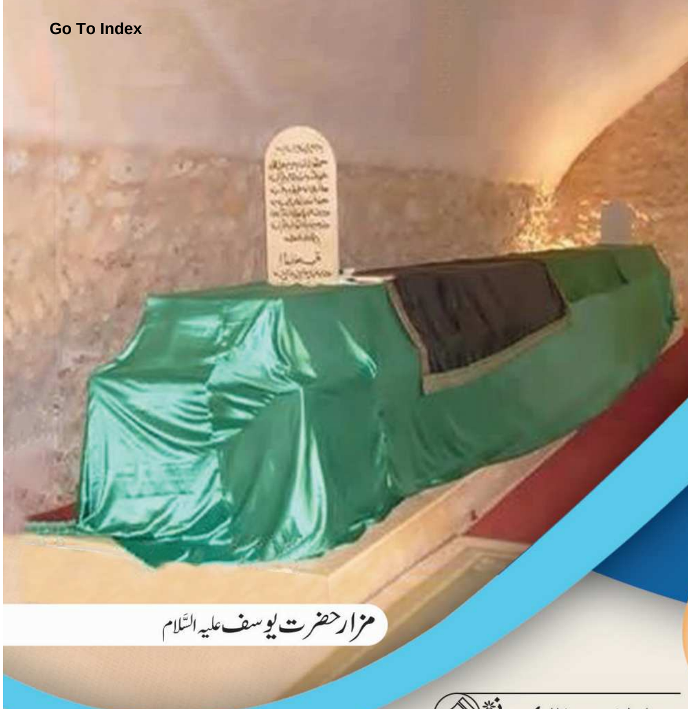

مزار حضرت یوسف علیہ السّلام

مزار حضرت یعقوب علیہ السّلام

حضرت سیّدُنا یوسف علیہ السّلام کے بھائیوں کی توبہ

(ساتویں اور آخری قسط)

مولانا ابو عبید عطّاری مدنی*

بھائیوں کی شرمندگی اور توبہ حضرت یوسف علیہ السّلام کے بھائی ایک جگہ جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے سرگوشی کرتے ہوئے کہنے لگے: اگر والد صاحب اور بھائی یوسف نے تمہیں مُعاف کردیا تو ربِّ کریم بھی تمہیں معاف کردے گا، اس وقت حضرت یوسف حضرت یعقوب علیہ السّلام کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے پھر یہ سب بھائی حضرت یعقوب علیہ السّلام کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے: ہم پر بڑی آزمائش اُتری ہے اور اس جیسی پریشانی پہلے کبھی نہ تھی انبیاءِ کرام مخلوق میں سب سے زیادہ رحم و شفقت کرنے والے ہوتے ہیں، حضرت یعقوب علیہ السّلام نے فرمایا: اے میرے بچّو! کیا معاملہ ہے؟ بیٹوں نے عرض کی: ہم نے آپ کے ساتھ اور اپنے بھائی حضرت یوسف کے ساتھ جو کچھ کیا وہ آپ سب جانتے ہیں، آپ دونوں نے ہمیں معاف نہیں کیا، یہ سُن کر حضرت یعقوب علیہ السّلام اور حضرت یوسف علیہ السّلام دونوں نے فرمایا: کیسے نہیں معاف کیا معاف تو کردیا ہے، بیٹوں نے کہا: جب اللہ کریم ہی معاف نہ کرے تو آپ دونوں کی معافی سے کیا فائدہ ہوگا، حضرت یعقوب علیہ السّلام نے فرمایا: اے میرے بچّو! تم کیا چاہتے ہو؟ بیٹوں نے عرض کی: ہم چاہتے ہیں کہ آپ اللہ سے ہمارے لیے دُعا کریں جب وحی آئے تو اللہ سے پوچھیے کہ اس نے ہمیں معاف کردیا ہے یا نہیں؟ جب اس کی طرف سے معافی کا جواب آئے گا تب ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور ہمارے دل پُرسکون ہوں گے ورنہ ہماری آنکھوں کو دنیا میں کبھی بھی ٹھنڈک نہ پہنچے گی۔

بھائیوں کی توبہ قبول ہوگئی چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السّلام کھڑے ہوئے اور نماز شروع کردی حضرت یوسف اور دوسرے بھائی بھی حضرت یعقوب علیہ السّلام کے پیچھے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھنے لگے پھر نماز کے بعد حضرت یعقوب علیہ السّلام نے دُعا کی اور حضرت یوسف نے اٰمین کہی، بیس سال کا طویل عرصہ گزر گیا جواب نہ آیا، پھر حضرت جبرائیل علیہ السّلام وحی لے کر حضرت یعقوب علیہ السّلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اللہ کریم نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کو خوش خبری دوں کہ اس نے آپ کے بیٹوں کے حق میں آپ کی دُعا قبول کرلی ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ سب معاف کردیا ہے۔[1]

گستاخ کی زبان بند ہوگئی ایک مرتبہ ایک بادشاہ رَیّان بن الوَلید نے حضرت یوسف علیہ السّلام سے درخواست کی: میں آپ کے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السّلام سے ملنا چاہتا ہوں، حضرت یوسف علیہ السّلام نے والد محترم حضرت یعقوب علیہ السّلام سے عرض کی تو آپ نے فرمایا: میں درخواست قبول کرتا ہوں، جب حضرت یعقوب علیہ السّلام بادشاہ کے پاس پہنچے تو بادشاہ نہایت عزّت و احترام سے پیش آیا اور آپ کو اپنے پہلو میں تخت پر بٹھایا اور سُوال کیا: آپ کی عمر

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کراچی

Go To Index

کیا ہو گی؟ آپ علیہ السّلام نے جواب دیا: 140 سال، اس پر بادشاہ کا ایک درباری کہنے لگا: اے شیخ! آپ نے جھوٹ کہا ہے، حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اس شخص کے خلاف دُعا کی تو وہ اسی وقت نیچے گرا اور اس کی زبان بند ہو گئی اب وہ کسی سے کوئی بھی بات نہیں کر سکتا تھا بادشاہ یہ دیکھ کر نہایت غمگین ہو گیا اور حضرت یوسف علیہ السّلام سے عرض گزار ہوا کہ آپ والد محترم حضرت یعقوب علیہ السّلام سے کہیے کہ وہ اس کی زبان کھول دیں، حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اس کے لیے دوبارہ دُعا کی تو اس کی زبان صحیح ہو گئی۔[2]

موت کے قاصد منقول ہے کہ حضرتِ یعقوب علیہ السّلام اور حضرتِ عزرائیل مَلَکُ الْموت علیہ السّلام میں دوستی تھی۔ ایک بار جب حضرتِ مَلَکُ الْموت علیہ السّلام آئے تو حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اِستفسار فرمایا: آپ ملاقات کے لیے تشریف لائے ہیں یا میری رُوح قبض کرنے کے لیے؟ کہا: ملاقات کے لیے۔ فرمایا: مجھے وفات دینے سے قبل میرے پاس اپنے قاصد بھیج دینا۔ مَلَکُ الْموت علیہ السّلام نے کہا: میں آپ کی طرف دو یا تین قاصد بھیج دوں گا۔ چُنانچہ جب رُوح قبض کرنے کے لیے مَلَکُ الْموت علیہ السّلام آئے تو آپ علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: آپ نے میری وفات سے قبل قاصِد بھیجنے تھے وہ کیا ہوئے؟ حضرت مَلَکُ الْموت علیہ السّلام نے کہا: سیاہ یعنی کالے بالوں کے بعد سفید بال، جِسمانی طاقت کے بعد کمزوری اور سیدھی کمر کے بعد کمر کا جُھکاؤ، اے یعقوب (علیہ السّلام)! موت سے پہلے انسان کی طرف میرے قاصد ہی تو ہیں۔[3]

یعقوب علیہ السّلام کی وصیت تاریخ بیان کرنے والے عُلما فرماتے ہیں: حضرت یعقوب علیہ السّلام اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السّلام کے پاس مصر میں چوبیس سال بہترین عیش و آرام میں اور خوش حالی کے ساتھ رہے۔[4] جب وفات کا وقت قریب آیا تو آپ علیہ السّلام نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو وصیت کی کہ آپ کا جنازہ ملکِ شام میں لے جا کر ارضِ مقدّسہ میں (بیت المقدس ان دنوں ملک شام کے تحت تھا) آپ کے والد حضرت اسحاق علیہ السّلام کی قبر شریف کے پاس دفن کیا جائے۔[5] بوقتِ وفات حضرت یعقوب علیہ السّلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: میرے بعد کس کی پوجا کرو گے؟ بولے: ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء و اجداد ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق کا ایک خدا اور ہم اس کے حُضور گردن رکھے ہیں۔[6] فرمایا: اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے یہ دین تمہارے لیے چن لیا ہے تو تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔[7]

کَنعان کی جانب واپسی ایک قول کے مطابق حضرت یعقوب علیہ السّلام چالیس سال تک مصر میں مقیم رہے پھر ایک دن اللہ پاک کی طرف سے وحی آئی: اب آپ کی وفات کا وقت قریب آچکا ہے یہاں سے کوچ کر کے اپنے آباء و اجداد کی قبروں کی طرف جائیے وہاں آپ کی وفات ہو گی۔ اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السّلام اپنے گھر والوں کے ساتھ کنعان کے شہروں کی طرف تشریف لے آئے۔

مزارات پر حاضری جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسحاق علیہما السّلام کے مزارات پر پہنچے تو دیکھا کہ فرشتے وہاں موجود ہیں اور ایک کھدی ہوئی قبر بھی دیکھی، فرشتوں سے پوچھا: یہ کس کی قبر ہے؟ انہوں نے عرض کی: رب کریم کے ایک مہربان بندے کے لیے ہے، آپ علیہ السّلام نے قبر میں جھانکا تو دیکھا کہ قبر میں بلند منبر رکھے ہوئے ہیں جن پر خوبصورت چہرے والے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، آپ نے پوچھا: منبروں پر یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی گئی: ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کی اولاد ہے، حضرت یعقوب علیہ السّلام نے چاہا کہ ان کے پاس جا کر ان کو سلام کریں تو فرشتوں نے عرض کی: جب تک آپ اس پیالے میں سے کچھ نوش نہ فرمائیں گے تب تک اندر داخل نہیں ہو سکتے، پھر ملکُ الموت علیہ السّلام نے ایک پیالہ پیش کیا آپ علیہ السّلام نے جونہی اسے نوش فرمایا (تو آپ کی روح قبض کر لی گئی اور) آپ نیچے تشریف لے آئے، فرشتوں نے آپ کو غسل دیا اور جنتی کفن زیب تن کیا جبکہ لوگوں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور آپ علیہ السّلام کی تدفین کر دی۔[8]

مزار مبارک حضرت اسحاق علیہ السّلام کی قبر مبارک بیتُ القُدس کی عمارت کے احاطہ میں منبر کے پاس والے ستون کی جانب ہے[9] اسی مقام پر حضرت یعقوب علیہ السّلام کی قبر مبارک بھی ہے۔[10]

---

(1) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص139 (1) قصص الانبیاء للکسائی، ص:176، 177 (3) مُکاشفۃُ الْقُلوب، ص21، بحوالہ غفلت، ص8 بتغیر (4) صراط الجنان، 5 / 63 (5) صراط الجنان، 5 / 63 (6) ترجمہ کنز الایمان، پ1، البقرۃ: 133 (7) ترجمہ کنز العرفان، پ1، البقرۃ: 132 (8) قصص الانبیاء للکسائی، ص: 177، 178 (9) الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، 1 / 146 (10) کتاب الکلیات لابی البقاء، ص: 987۔

Go To Index

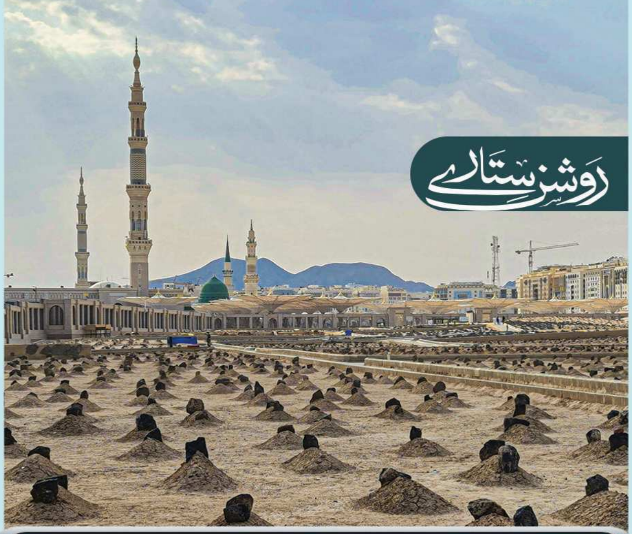

حضرت سیّدنا عبد الرّحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

مولانا عدنان احمد عطّاری مَدَنی*

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ایک جلیلُ القدر صحابی ایک دن کالا رنگا ہوا سُوتی عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ سرکارِ نامدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں بلایا، اُن کا عمامہ کھولا اور پھر اپنے مبارک ہاتھوں سے اُن کے سر پر اس طرح عمامہ سجایا کہ چار انگلیوں جتنا یا اس کے اریب قریب شملہ لٹکایا، اس کے بعد ارشاد فرمایا: اس طرح عمامہ باندھو کیونکہ یہ زیادہ خوبصورت اور حسین انداز ہے۔(1)

اس کے بعد سے اُن صحابی رسول کا معمول تھا کہ جب کوئی اہم فیصلہ کرنا ہوتا یا کوئی بڑا معاملہ درپیش ہوتا تو اُس عمامہ شریف کو زیبِ سر فرماتے، چنانچہ جب وہی صحابی حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اعلان کے لیے خطبہ ارشاد فرمارہے تھے تو اس وقت وہی عمامہ شریف باندھ رکھا تھا جو سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اُن کے سر پر سجایا تھا۔(2)

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک ہاتھوں سے عمامہ شریف کا تاج سر پر سجانے والے یہ جلیلُ القدر صحابی حضرت سیّدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔

آپ ان دس خوش نصیب صحابۂ کرام میں سے ایک ہیں جنہیں رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک ہی مجلس میں جنّت کی بشارت عطا فرمائی۔ ایک ساتھ جنّت کی خوش خبری پانے والے ان خوش نصیب صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو ”عَشَرۂ مُبَشَّرہ“ کہا جاتا ہے۔

نسب نامہ آپ رضی اللہ عنہ کا پورا نام عبدُ الرَّحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ قرشی زہری جبکہ آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ قریش کے خاندان بنوزہرہ سے تعلق رکھتے تھے۔

پیدائش آپ رضی اللہ عنہ عمر میں محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے تقریباً دس سال چھوٹے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ عامُ الفیل کے دس سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے جبکہ مکّی مَدَنی سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم واقعۂ فیل کے سال دنیا میں تشریف لائے۔

نام تبدیل فرمادیا حضرت سیّدُنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ پہلے میرا نام عَبْدِ عَمْرو تھا مگر جب اسلام کی دولت نصیب ہوئی تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرا نام تبدیل فرمادیا۔(3)

اولاد و ازواج آپ رضی اللہ عنہ نے یکے بعد دیگرے مجموعی طور پر کم و بیش 15 نکاح فرمائے جن سے آپ کے یہاں 20 بیٹوں اور 8 بیٹیوں کی ولادت ہوئی۔(4)

حلیہ مبارکہ آپ رضی اللہ عنہ کا جسمانی حلیہ کچھ یوں تھا: رنگت سرخی مائل سفید، چہرہ چاند جیسا حسین، گال گلاب کی طرح نرم و ملائم، آنکھیں کشادہ اور لمبی پلکوں والی، ناک لمبی اور خوشنما، ہتھیلیاں اور انگلیاں موٹی موٹی تھیں، نیز داڑھی شریف اور سر کے بال آخر عمر تک سیاہ ہی رہے۔(5)

حیاتِ مبارکہ کی چند جھلکیاں حضرت سیّدُنا امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ (وفات:430ھ) حضرت سیّدُنا عبدُ الرَّحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی مبارک حیات کی کچھ جھلکیاں یوں بیان کرتے ہیں: ❁ حضرت سیّدُنا عبدُ الرَّحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فراخ دستی و مالداری میں سادہ زندگی بسر کرتے ❁ اپنا مال و دولت اللہ پاک کی راہ میں خرچ کر دیتے ❁ مال کی وجہ سے آنے والی آزمائش و سرکشی سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ❁ خوشی ہو یا غم ہر حال میں اللہ پاک سے ہی لَو لگائے رکھتے ❁ غریبوں اور مسکینوں پر اپنا مال و دولت لُٹاتے ❁ فقیروں اور ناداروں پر خرچ کرنے میں مالداروں کے لیے ایک نمونہ کی حیثیت رکھتے تھے۔(6)

آپ زمانۂ جاہلیت میں بھی شراب کو حرام جانتے تھے۔(7)

سخاوت کی چند جھلکیاں ❁ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ شریف میں آپ نے ایک بار چار ہزار دینار خیرات کیے ❁ ایک بار چالیس

*سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

ہزار دینار راہِ خدا میں دیے ایک بار پانچ سو گھوڑے مجاہدوں کو دیے ایک بار ڈیڑھ ہزار اونٹ راہِ خدا میں دیے وفات کے وقت پچاس ہزار دینار خیرات کرنے کی وصیت کی ایک بار آپ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو اپنا تہائی مال خیرات کرنے کی وصیت کی مگر بعد میں آرام ہو گیا تو وہ مال خود ہی خیرات کر دیا ایک بار صحابہ سے کہا کہ جو اہلِ بدر سے ہو اُسے فی کس چار سو دینار میں دوں گا ایک بار ایک دن میں ڈیڑھ لاکھ دینار خیرات کیے، رات کو حساب لگایا۔ پھر بولے کہ میرا سارا مال مہاجرین و انصار پر صدقہ ہے حتّٰی کہ فرمایا: میری قمیص فلاں کو اور میرا عمامہ فلاں کو۔ حضرت جبریلِ امین علیہ السّلام حاضر ہوئے۔ عرض کیا: یارسول اللہ! عبدُ الرّحمٰن کے صدقات قبول، انہیں بے حساب جنّتی ہونے کی خبر دیجیے آپ رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار غلام آزاد کیے اُمّہاتُ المؤمنین کی خدمت میں ایک باغ پیش کیا (جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا)۔[8]

عظیم سعادت حضرت مغیرہ بن شُعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر ایک جگہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے تو صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان حضرت عبدُ الرّحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نمازِ فجر ادا فرما رہے تھے، ایک رکعت مکمل ہو چکی تھی، جب حضرت عبدُ الرّحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی موجودگی کو محسوس کیا تو پیچھے ہٹنے لگے لیکن آپ نے اشارے سے منع فرما دیا، حضرت سیّدُنا عبدُ الرّحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نماز جاری رکھی اور دوسری رکعت مکمل کرکے سلام پھیر دیا، سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کھڑے ہو گئے اور اپنی نماز کو مکمل فرمایا۔[9]

عہدہ ملنے کی خبر پر بیقراری امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب نکسیر کا عارضہ لاحق ہوا اور شدت اختیار کر گیا تو آپ نے اپنے کاتب حضرت حمران رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا: میرے بعد مسندِ خلافت کے لیے عبدُ الرّحمٰن بن عوف کا نام لکھو۔ حضرت حمران رضی اللہ عنہ اس حکم پر عمل کرنے کے بعد حضرت عبدُالرّحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں کہا: میرے پاس آپ کے لیے ایک خوشخبری ہے۔ آپ نے پوچھا: وہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا: امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلافت کے لیے آپ کا نام منتخب فرمایا ہے۔ یہ سُن کر آپ رضی اللہ عنہ ایک دَم بے قرار ہو گئے اور مسجدِ نبوی میں روضۂ انور اور ممبر مبارک کے درمیان کھڑے ہو کر یوں دعا کی: اے میرے مولیٰ! اگر واقعی امیرُ المؤمنین نے اپنے بعد مجھے خلافت کے لیے منتخب فرمایا ہے تو مجھے ان سے پہلے ہی موت عطا فرما۔ آپ کی یہ دُعا قبول ہوئی اور چھ ماہ کے اندر اندر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔[10]

وصالِ پُرملال حضرت عبدُ الرّحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا انتقال 31 یا 32 ہجری میں امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا، انتقال کے وقت آپ کی عمر 75 سال تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ امیرُ المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔[11]

مزارِ پُرانوار آپ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت اُمُّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کی تدفین رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آپ کے دونوں بھائیوں (یعنی صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما) کے پہلو میں کر دی جائے؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: میں آپ پر آپ کے گھر کو تنگ نہیں کرنا چاہتا، میں نے عثمان بن مظعون سے عہد کیا تھا کہ ہم میں سے جو بھی (بعد میں) وفات پائے گا وہ اپنے دوست کے پہلو میں دفن کیا جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت عبدُ الرّحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے مزارات جنّتُ البقیع میں شہزادۂ رسول حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے مبارک قبے میں (ایک ساتھ) موجود ہیں، وہاں ان کی زیارت کرنی چاہیے۔[12]

یاد رہے کہ خلافتِ عثمانیہ کے بعد کی حکومت نے جنّتُ البقیع اور دیگر مقامات پر موجود مزارات کو شہید کر دیا۔

---

(1) دیکھیے: شعب الایمان، 5/174، حدیث: 6254 (2) البدایۃ و النہایۃ، 5/227 (3) معرفۃ الصحابۃ، 1/130، حدیث: 455، 456 (4) طبقات ابن سعد، 3/94 (5) اسد الغابۃ، 3/500 (6) حلیۃ الاولیاء، 1/141 (7) الاصابہ، 4/293 (8) مراٰۃ المناجیح، 8/445 (9) طبقاتِ ابن سعد، 3/95، مسلم، ص129، حدیث: 633 (10) تاریخ ابن عساکر، 35/291، 292 (11) معجم کبیر، 1/128، حدیث: 262 (12) الریاض النضرہ، 2/314۔

حضرت عبدُ اللہ بن عامر رضی اللہُ عنہما

مولانا اویس یامین عطّاری مَدَنی*

کم عمری میں جن خوش نصیب بچّوں کو اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صحابی ہونے کا شرف ملا اُن میں حضرت عبدُ اللہ بن عامر رضی اللہُ عنہما بھی شامل ہیں، آیئے! ان کے بچپن کے بارے میں پڑھ کر اپنے دِلوں کو محبّتِ صحابۂ کرام سے روشن کرتے ہیں:

مختصر تعارف آپ حضرت عامر بن کُریز اور حضرت دجاجہ بنتِ اسماء بن الصلت کے بیٹے اور مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمانِ غنی کے ماموں زاد بھائی ہیں، آپ کی ولادت 4 ہجری میں مکّۂ مکرّمہ میں ہوئی (رضی اللہُ عنہم اجمعین)۔[1]

حُضور نے دَم کیا اور گُھٹی دی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب عمرۂ قضا کے لیے سِن 7 ہجری میں مکۂ مکرمہ تشریف لائے، تو حضرت عبد اللہ کو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا، اس وقت حضرت عبد اللہ بن عامر 3 سال کے تھے، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو گھٹی دی، آپ کے منہ میں اپنا لُعابِ دہن ڈالا، آپ پر دَم کیا اور فرمایا: یہ ہمارا بیٹا ہے اور تم سب سے زیادہ ہمارے مشابہ ہے۔[2]

روایتِ حدیث آپ رضی اللہُ عنہ سے حدیث شریف بھی مروی ہے،[3] چنانچہ آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے مال کی وجہ سے مار دیا جائے تو وہ شہید ہے۔[4]

مشہور مفسّر حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: چور یا ڈاکو یا کسی اور ظالم نے اس کا مال چھیننا چاہا اُس نے دفاع کے طور پر اُس سے جنگ کی اور مارا گیا تو یہ شخص شہید ہوگا کہ ظلماً قتل ہوا ہے۔[5]

وصال حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے وقت آپ رضی اللہُ عنہ تقریباً 7 سال کے تھے۔ آپ رضی اللہُ عنہ کا وصال حضرت امیر معاویہ رضی اللہُ عنہ کے دورِ خلافت میں سِن 59 ہجری میں ہوا۔[6]

اللہ پاک کی ان پر رَحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) طبقات ابن سعد، 5/32، 33 (2) دیکھئے: طبقات ابن سعد، 5/33- الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، 5/14 (3) سیر اعلام النبلاء، 4/215 (4) مستدرک للحاکم، 8/304، حدیث: 6842 (5) مراٰۃ المناجیح، 5/250 (6) دیکھئے: طبقات ابن سعد، 5/36- اعلام للزرکلی، 4/94۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

مزار علامہ مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی علیہ الرَّحمہ

علامہ مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی علیہ الرحمہ

قمر الدین عطاری*

استاذالاساتذہ فقیہ العصر علامہ مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی علیہ الرحمہ بن استاذ العلماء علامہ مفتی محمد ہاشم گڑھی یاسینی علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت 16 ربیع الآخر 1305ھ بروز اتوار بوقت صبح گڑھی یاسین ضلع شکارپور سندھ میں ہوئی۔[1]

تعلیم و تربیت استاذالاساتذہ فقیہ العصر علامہ مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی علیہ الرَّحمہ نے درس نظامی کی تمام کتب اپنے والد گرامی استاذ العلماء علامہ مفتی محمد ہاشم گڑھی یاسینی علیہ الرَّحمہ کے پاس پڑھیں اور ان کے وصال کے بعد آخری دو تین کتب برصغیر کے فقیہ اعظم رئیس العلماء سند الفقہاء علامہ عبد الغفور مفتون ہمایونی علیہ الرَّحمہ کے پاس ہمایوں شریف میں پڑھیں اور 1323ھ میں یہیں سے دستارِ فضیلت پہنی۔[2]

درس و تدریس مولانا محمد حسین کہاوڑ علیہ الرَّحمہ لکھتے ہیں کہ آپ علیہ الرَّحمہ کے پاس مکران، بلوچستان، پنجاب اور سندھ کے دور دراز علاقوں سے طالب علم دینی تعلیم حاصل کرنے آتے اور فیضیاب ہو کر لوٹتے۔[3] علامہ مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی علیہ الرَّحمہ علم و ادب اور عربیت کے بہت بڑے عالم تھے سندھ میں ان کے ہمعصر علماء میں سے کوئی بھی ان کا ہم پلہ نہ تھا انہیں فقہ کے مسائل حل کرنے اور فتویٰ نویسی میں مہارت حاصل تھی، علامہ عبد الغفور مفتون ہمایونی علیہ الرَّحمہ کے وصال کے بعد بلوچستان اور جنوبی سندھ کے لوگ فتویٰ کے لیے آپ کے پاس آتے تھے اس کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری تھا۔[4]

تصنیف و تالیف علامہ مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی علیہ الرَّحمہ کی تصانیف میں (1) فتاویٰ قاسمیہ، آپ کے تحریر کردہ فتاویٰ جات کا مجموعہ (2) رسالہ عقائد نامہ اہلسنت، اہلسنت کے عقائد کے متعلق تحریر کردہ رسالہ (3) عمدۃ الآثار فی تذکرۃ الاخیار الکتبار، مشائخ درگاہ کٹبار شریف بلوچستان کے بزرگوں کی سوانح حیات پر مشتمل کتاب (4) دربارہ تقلید (5) الفاظ القرآن بامعنی فارسی (6) مجموعہ اشعار کا ذکر ملتا ہے۔[5]

بیعت علامہ مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی علیہ الرَّحمہ غوث الزمان حضرت خواجہ عبد الرحمان صاحب مجددی نقشبندی فاروقی قدس سرہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے۔[6]

* مجلس رابطہ بالعلماء والمشائخ

تلامذہ علامہ مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی علیہ الرَّحمہ کے تلامذہ کی فہرست میں کثیر علماء کے نام شامل ہیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں، استاذ العلماء علامہ مفتی محمد ابراھیم گڑھی یاسینی علیہ الرَّحمہ آپ کے چھوٹے بھائی، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد صاحبداد خان صاحب جمالی علیہ الرحمہ سلطان کوٹ، مولانا احمد صاحب علیہ الرَّحمہ قاضی مکران بلوچستان، مولانا نصیر الدین صاحب علیہ الرَّحمہ شہداد کوٹ، مولانا محمد حسین کہاوڑ جیکب آباد، مولانا میاں فخر الدین صاحب علیہ الرَّحمہ کٹبار شریف بلوچستان، صاحبزادہ عبد الغفار جان سرہندی و صاحبزادہ غلام احمد جان سرہندی رحمہم اللہ ٹنڈو محمد خان وغیرہ۔(7)

شعر و شاعری علامہ مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی علیہ الرَّحمہ شاعری کا بھی ذوق رکھتے تھے عارف کامل سید احمد خالد شامی علیہ الرَّحمہ جو خود بلند پائے کے شاعر تھے وہ بھی آپ علیہ الرَّحمہ کے اشعار سن کر آپ کو داد دیتے تھے، آپ علیہ الرَّحمہ عربی زبان فصاحت کے ساتھ بولتے تھے جس کے خود اہل عرب بھی معترف تھے، ایک بار سید جمال الدین جیلانی سید عبد الرحمان (سجادہ نشین خانقاہ عالیہ حضور غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ) کے فرزند علامہ مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی علیہ الرَّحمہ کی فصیح عربی زبان سن کر بے انتہا محظوظ ہوئے اور حاضرین مجلس کو کہنے لگے میں نے قلات سے لیکر سورت تک سارا ہندوستان دیکھا ہے لیکن ان جیسا عالم کہیں نہیں دیکھا، شاعری میں آپ علیہ الرَّحمہ کا تخلص ”قاسم“ تھا، آپ علیہ الرَّحمہ نے سندھی کے علاوہ عربی و فارسی زبان میں بھی شاعری کی ہے، آپ علیہ الرَّحمہ کی شاعری میں قصائد، قطعات، غزلیات، مراثی تاریخیہ، منظومات و مناجات شامل ہیں۔(8)

وصال علامہ مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی علیہ الرَّحمہ نے 44 برس کی عمر میں 18 ذوالقعدۃ الحرام 1349ھ مطابق 1929ء کو اس عالم فانی سے وصال فرمایا، آپ کی نمازِ جنازہ آغا عبد الستار جان سرہندی علیہ الرَّحمہ نے پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں آپ کے تلامذہ و عقیدت مند شریک ہوئے۔(9)

صاحب تکبیر کا لقب علامہ مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی علیہ الرَّحمہ کو صاحب تکبیر بھی کہا جاتا ہے وہ اس لیے کہ جب آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی جارہی تھی جیسے ہی امام صاحب نے اللہ اکبر کی آواز بلند کی اسی وقت آپ علیہ الرَّحمہ کے جنازے سے بھی اللہ اکبر کی آواز بلند ہوئی۔(10)

مزار شریف علامہ مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی علیہ الرَّحمہ کا مزار شریف گڑھی یاسین ضلع شکارپور میں واقع ہے، اللہ کریم ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے صدقے ہماری مغفرت فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مہران سوانح نمبر، ص118 (2) مختصر سوانح حیات مفتی محمد قاسم گڑہی یاسینی، ص7 (3) مختصر سوانح حیات مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی ص7، 8 (4) تذکرہ مشاہیر سندھ، ص257 (5) انوار علمائے اہلسنت سندھ، ص803 (6) مہران سوانح نمبر، ص120 (7) انوار علمائے اہلسنت سندھ، ص803، 804 (8) مہران سوانح نمبر، ص120 - انوار علمائے اہلسنت سندھ، ص804 (9) مختصر سوانح حیات مفتی محمد قاسم گڑھی یاسینی، ص25 (10) انوار علمائے اہلسنت سندھ، ص804۔

جملے تلاش کیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ فروری 2026ء کے سلسلہ ”جملے تلاش کیجیے“ میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ عاصم (کھاریاں، گجرات)، محمد جمیل (خان پور، رحیم یار خان) بنتِ عباس (پاکپتن)۔ **درست جوابات** 1 صحت کا خزانہ، ص54 2 ندی کا پانی خشک ہو گیا، ص52 3 حروف ملایئے، ص52 4 برکت والا مہینا، ص50 5 بچوں کو قراٰن سے جوڑیے، ص57۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** ❀ بنتِ محمد کلیم (نارووال) ❀ بنتِ آصف (واہ کینٹ) ❀ بنتِ امجد (سیالکوٹ) ❀ بنتِ عبد الغفار (اوکاڑہ) ❀ محمد میزاب رضا (فیصل آباد) ❀ اریب (نواب شاہ) ❀ بنتِ حنیف (ٹوبہ) ❀ محمد رمضان امین (حافظ آباد) ❀ محمد باسل (لاہور) ❀ حافظ محمد مہتاب (ڈسکہ، سیالکوٹ) ❀ حمزہ (نواب شاہ) ❀ سید محمد غلام حسین (میرپور خاص)۔

Go To Index

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

ذُوالقعدۃِ الحرام اسلامی سال کا گیارھواں (11) مہینا ہے۔ اس میں جن اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وصال یا عرس ہے، ان میں سے 131 کا مختصر ذکر ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالقعدۃِ الحرام 1438ھ تا 1445ھ کے شماروں میں کیا چکا ہے، مزید 12 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السَّلام

1 بابا ریشی مول صاحب حضرت ہردی حیدر سہروردی کشمیری رحمۃُ اللہِ علیہ تارکُ الدنیا، صاحبِ کرامت ولی اللہ اور محبوبِ عالم شیخ حمزہ مخدوم سہروردی کشمیری کے مرید و خلیفہ تھے۔ ان کی پیدائش 29 رجب 909ھ اور وصال یکم ذوالقعدہ 986ھ کو ہوا۔ مزار اسلام آباد (اننت نگر) کشمیر میں مرجع خلائق ہے۔[1]

2 سلطان اولیاء خواجہ محمد زمان کلاں صدیقی نقشبندی لواری شریف رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 21 رمضان 1125ھ اور وصال 4 ذوالقعدہ 1188ھ میں ہوا، عالیشان مزار لواری شریف ضلع بدین، سندھ میں ہے۔ آپ خواجہ ابوالمساکین مظہر ٹھٹھوی کے مرید و خلیفہ، کثیرُ الفیض، صاحبِ کرامت اور مشہور ولی اللہ تھے۔ آپ کے مشہور خلیفہ شیخ عبدالرحیم گرہوڑی اور جانشین محبوب الصمد خواجہ گل محمد نقشبندی ہیں۔[2]

3 حضرت سید احمد شاہ مشہدی قادری رحمۃُ اللہِ علیہ صاحب کرامت ولی اللہ تھے، والد کا نام سید نور شاہ مشہدی ہے، وصال 28 ذوالقعدہ 1329ھ کو فرمایا۔ مزار احاطہ جامع مسجد خضرا (ہری مسجد) نانک واڑہ کراچی میں ہے۔[3]

4 عالم ربانی مولانا حافظ میاں محمد صادق نقشبندی رحمۃُ اللہِ علیہ 1366ھ کو سلیمان آباد، تحصیل جنڈ ضلع اٹک میں پیدا ہوئے

مزار بابا ریشی ہردی حیدر سہروردی کشمیری رحمۃُ اللہِ علیہ

مزار خواجہ محمد زمان کلاں صدیقی نقشبندی رحمۃُ اللہِ علیہ

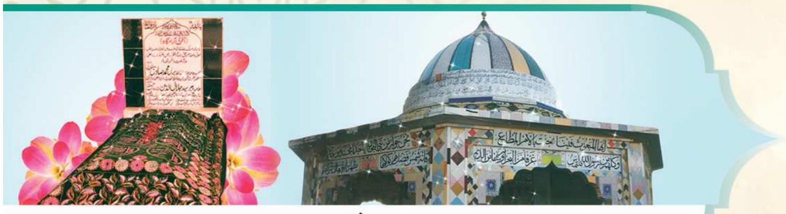

مزار مولانا حافظ میاں محمد صادق نقشبندی رحمۃُ اللہِ علیہ

اور 17 ذوالقعدہ 1436ھ کو وصال فرمایا، مزار متصل مدرسہ انوار العلوم، قادر آباد تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین، پنجاب میں ہے۔ آپ حافظِ قراٰن، فاضل دارالعلوم محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف، مرید و تلمیذ حافظ الحدیث علامہ جلال الدّین مشہدی، خلیفہ میاں محمد حیات نقشبندی ننکانوی، بانی جامعۃ الحمیر اللبنات قادر آباد اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔[4]

علمائے اسلام رحمہمُ اللہُ السَّلام

5 حضرت امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد طائی اندلسی قرطبی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت رمضان 603ھ کو ہوئی اور وصال 11 ذوالقعدہ 702ھ کو فرمایا۔ آپ محدث و مسند، عالم و ادیب، صدوق و حسن الحدیث اور علم و عمل کے جامع اور فقیہ مالکی تھے۔[5]

6 مفتیِ الگوں حضرت مولانا مفتی ابوالتمیز عبدالعزیز مجددی رحمۃُ اللہِ علیہ فاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور، شاگرد امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ محدث الوری اور بانی مدرسہ عربیہ احیاء العلوم (جامع مسجد غلہ منڈی بورے والا، ضلع وہاڑی پنجاب)

* رکن مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی)
و نگرانِ مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ، کراچی

Go To Index

ہیں۔ آپ نے 10 ذوالقعدہ 1380ھ مطابق 26 اپریل 1961ء کو وصال فرمایا۔ خلیفۂ قطب مدینہ علامہ سید محفوظ الحق شاہ ضیائی آپ کے مشہور شاگرد ہیں۔[6]

7 مولانا تاج الدین احمد عرفانی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایہ شاعر، بہترین صحافی، مصنف کتب و رسائل اور صاحبِ دیوان ادیب تھے۔ آپ کی ولادت جمادی الاخریٰ 1301ھ اور وصال 3 ذوالقعدہ 1378ھ مطابق 11 مئی 1959ء کو لاہور میں ہوا، تدفین قبرستان میانی صاحب میں احاطۂ علامہ طاہر بندگی مجددی میں کی گئی۔ آپ نے متعدد ماہنامے، ہفتہ وار اور یومیہ اخبارات جاری کیے، جن میں ماہنامہ المجدد، رسالہ قتیل ناز، یومیہ امام، ہفتہ وار انوار الاعظم، اخبار نشتر اور اخبار ہنٹر شامل ہیں۔ تصانیف میں آفتابِ تاج، بہارِ جاوداں، انوارِ صدیقی، انوارِ فاروقی، ہندوؤں سے ترکِ موالات اور تہذیبِ قادیانی قابلِ ذکر ہیں۔[7]

8 حضرت مولانا محمد نعیم اللہ خاں چھپروی رحمۃ اللہ علیہ نائب مہتمم دارالعلوم جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد، سیکریٹری مسجدِ اعظم دریا آباد، صاحب استقامت، مرید و شاگرد مجاہدِ ملت علامہ حبیب الرحمٰن الٰہ آبادی، جذبۂ ایمانی سے سرشار اور کارکن آل انڈیا تبلیغ سیرت تھے، آپ کا وصال 5 ذوالقعدہ 1382ھ کو ہوا۔ تدفین قبرستان الٰہ آباد (پریاگ راج) یوپی ہند میں کی گئی۔[8]

9 سید السادات حضرت علامہ مولانا سیّد فضل حسین شاہ نقشبندی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت معین الدین سیداں نزد گجرات سٹی، پنجاب میں غالباً 1325ھ میں ہوئی اور یہیں 19 ذوالقعدہ 1390ھ کو وصال فرمایا، تدفین مقامی قبرستان میں کی گئی۔ آپ جید عالمِ دین، فاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور، مرید و تلمیذ امام المحدثین مفتی سید دیدار علی شاہ محدث الوری اور ماہنامہ معین الدین لاہور کے ایڈیٹر تھے۔[9]

10 خطیب العصر حضرت مولانا حافظ محمد مسعود احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1325ھ کو دہلی میں ہوئی۔ آپ حسین و جمیل، ذہین و فطین فاضل دارُ العلوم نعیمیہ مراد آباد، امام و خطیب صابری مسجد رنچھوڑ لائن، مارکیٹ ایریا کراچی اور واعظ دلپذیر تھے۔ آپ کا وصال 22 ذوالقعدہ 1406ھ میں ہوا۔ تدفین نیو کراچی کے قبرستان میں ہوئی، مشہور عالمِ دین مفتی جمیل احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے داماد ہیں۔[10]

11 حضرت مولانا حافظ محمد منظور الحق سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1357ھ میں سکا ضلع تلہ گنگ، پنجاب کے علمی گھرانے میں ہوئی، دارالعلوم امجدیہ کراچی سے فارغ التحصیل ہوئے، کراچی، دوبئی اور راولپنڈی میں دینی خدمات سرانجام دیں، وصال 27 ذوالقعدہ 1412ھ کو ہوا، مقامِ پیدائش میں تدفین کی گئی۔[11]

12 یادگارِ اسلاف حضرت مولانا محمد بشیر قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ سیّد المحدثین حضرت شاہ ابوالبرکات سید احمد قادری کے مرید و خلیفہ، دارالعلوم حزب الاحناف کے فارغ التحصیل، خود دار و قناعت پسند، علم و تقویٰ کے جامع اور امام و خطیب جامع مسجد حنفیہ رضویہ بوہڑ والی مین بازار گڑھی شاہو لاہور تھے۔ آپ کی پیدائش موضع پڑی درویزہ ضلع جہلم پنجاب میں 1340ھ کو ایک دینی گھرانے میں ہوئی اور لاہور میں 12 ذوالقعدہ 1424ھ کو وصال فرمایا۔ تصانیف میں دو کتب رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا اور قرآنی دعائیں (مطبوعہ فیروز سنز لاہور) یادگار ہیں۔[12]

---

(1) واقعات کشمیر، تاریخ کشمیر اعظمی، ص216، 217، لوح مزار (2) تذکرۂ اولیائے کرام نقشبندیہ لواری شریف، ص12 تا 33 (3) تذکرہ اولیاء سندھ، 93 (4) حیات صادق از مولانا تصور مدنی، ص 38، 39، 44، 97، 107 (5) الوافی بالوفیات، 17/ 316- الدرر الکامنہ، 2/ 303 (6) تذکرہ اکابر اہل سنت، ص234 (7) تذکرہ شعرائے جماعتیہ، ص70 تا 74- تاریخ رفتگان، 2/ 39- معدن التواریخ، ص9 (8) ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد، ہند، ذوالحجہ 1382ھ مطابق مئی 1963ء، ص4 تا 6 (9) حیات محدث الوری، ص452 تا 456 (10) روشن دریچے، ص 91 تا 104، انوار علمائے اہل سنت سندھ، ص900 تا 902 (11) تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال، ص117 (12) حیات محدث الوری، ص 441 تا 444۔

Go To Index

بکری کا گوشت

مولانا ابو محمد عطّاری مدنی*

اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کھانوں میں گوشت بہت زیادہ پسند تھا۔[1] رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: گوشت اہلِ دنیا اور اہلِ جنّت کے کھانوں کا سردار ہے۔[2] ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا: خَیْرُ الْاِدَامِ اللَّحْمُ وَھُوَ سَیِّدُ الْاِدَامِ یعنی بہترین کھانا گوشت ہے اور وہ (گوشت) کھانوں کا سردار ہے۔[3]

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بکری، دنبہ، بھیڑ، اونٹ، خرگوش، مرغ، بٹیر، مچھلی کا گوشت تناول فرمایا ہے۔[4] آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بکری کے گوشت میں بکری کی دَستی اور شانہ بہت مرغوب تھے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے گوشت اور ثَرید کا پیالہ رکھا، نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بکری کی ایک دستی اٹھائی، بکری کے گوشت میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دستی زیادہ پسند تھی، اسے دانتوں سے نوچ نوچ کر تناول فرمایا۔[5] حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بکری کے شانے کا گوشت تناول فرمایا۔[6]

بکری کا شانہ چھری سے کاٹ کر تناول فرمایا حضرت عَمرو بن اُمَیّہ ضَمْری رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بکری کا شانہ چھری سے کاٹ کر تناول فرماتے ہوئے دیکھا، نماز کے لیے بلایا گیا، تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم چھری رکھ کر کھڑے ہوگئے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نماز پڑھی اور (تازہ) وُضو نہیں فرمایا۔[7]

پوری دستی بھنی ہوئی تھی، حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم چھری سے بوٹیاں کاٹتے اور کھاتے تھے یا دانت سے نوچ کر کھاتے تھے۔[8]

توجہ رہے کہ اگر بوجہ ضرورت چھری سے گوشت کاٹ کر کھایا جائے کہ گوشت اتنا گلا ہوا نہیں ہے کہ ہاتھ سے توڑا جاسکے یا دانتوں سے نوچا جاسکے یا مثلاً مسلّم ران بھنی ہوئی ہے کہ دانتوں سے نوچنے میں دقت ہوگی تو چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں۔ لیکن اس سے آج کل کے چھری کانٹے سے کھانے کی دلیل لانا صحیح نہیں۔[9]

بکری کی دَستی طلب فرما کر تناول فرمائی نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع اسلم رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میرے پاس بکری ہدیۃً بھیجی گئی اسے ہنڈیا میں ڈالا، پھر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے اور فرمایا:

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

اے ابورافع! یہ کیا ہے؟ عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ بکری ہے جو ہمیں ہدیۃً ملی ہے، ہم نے ہنڈیا میں پکالیا۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے ابورافع! ہم کو ایک دَستی دو۔ میں نے دستی پیش کی، پھر فرمایا: دوسری دستی بھی دو۔ میں نے دوسری دستی بھی پیش کی۔ پھر فرمایا: اے ابورافع! اور دستی لاؤ۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! بکری کی دو ہی دستیاں ہوتی ہیں۔ تب ان سے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر تم خاموشی سے ہم کو دستی پر دستی دیتے رہتے تو جب تک خاموش رہتے، ہم کو دستی پر دستی ملتی رہتی۔[10]

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معلوم ہوا کہ اپنے غلاموں یا دوستوں سے کوئی چیز بے تکلفی سے مانگنا ناجائز نہیں۔ جس سُوال سے منع کیا گیا وہ ذلّت کا سُوال ہے، حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دستی پسند تھی کیونکہ (دستی کا گوشت) گلتا بھی جلدی ہے، لذیذ بھی ہوتا ہے، اس میں ریشہ یعنی دھاگہ بھی نہیں ہوتا۔ غالباً حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ صحابہ رضی اللہُ عنہم کی جماعت ہوگی اور سب کے ساتھ یہ گوشت کھایا ہوگا۔ یعنی ہم مطالبہ کیے جاتے تم دیتے رہتے، اسی ہنڈیا میں سے سینکڑوں دستیاں نکل آتیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ارشاد پر ہر قسم کی اشیاء عالَمِ غیب سے مہیا ہو جاتی ہیں۔ حضرت طلحہ کے گھر تین چار سیر گوشت سینکڑوں کو کھلا دیا، بوٹیاں اور شوربے کا پانی اور مصالحہ عالَمِ غیب ہی سے آرہا تھا۔ دوسرا یہ کہ بزرگوں کے سامنے ایسے موقع پر انکار یا تردُّد نہیں کرنا چاہیے، بلکہ بے دَریغ ان کے حکم پر عمل کرنا چاہیے، بحث و انکار سے فیض بند ہو جاتا ہے۔[11]

صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم بھی حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ادا کو ادا کرنے کا اہتمام فرماتے جیسا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ نے بکری کی دَستی کا گوشت تناول فرمایا: امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ نے ایک دن مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر بکری کی دستی کا گوشت منگوایا اور کھایا اور بغیر تازہ وُضو کیے نماز ادا کی۔ پھر فرمایا کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی اِسی جگہ بیٹھ کر یہی کھایا تھا اور اِسی طرح کیا تھا۔[12]

صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم بکری کے گوشت سے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دعوت فرمایا کرتے جیسا کہ حضرت جابر نے جَو کی روٹی اور بکری کے گوشت سے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ضیافت کی۔ حضرت جابر رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے موقع پر میں نے ایک صاع جو اور ایک بکری کا بچّہ ذبح کر کے کھانے کا اہتمام کیا، اور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں نے ایک صاع جو کے آٹے کی روٹیاں اور ایک بکری کے بچّے کا گوشت تیار کروایا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم چند اشخاص کے ساتھ چل کر تناول فرمالیجیے۔ یہ سُن کر حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے خندق والو! جابر نے دعوتِ طعام دی ہے، سب لوگ ان کے گھر پر چل کر کھانا کھالیں، پھر مجھ سے فرمایا: جب تک میں نہ آجاؤں روٹی مت پکوانا۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے گوندھے ہوئے آٹے میں اپنا لُعابِ دہن ڈال کر بَرَکت کی دُعا فرمائی اور گوشت کی ہنڈیا میں بھی اپنا لعابِ دہن ڈال دیا۔ پھر فرمایا: کسی روٹی پکانے والی کو بلا لو تاکہ وہ تمہارے ساتھ مل کر روٹیاں پکوائے اور ہنڈیا سے پیالے میں سالن ڈال کر دینا، ہنڈیا چولہے سے نہ اُتارنا۔ حضرت جابر رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک ہزار تھے سب نے کھانا کھایا یہاں تک کہ کھانا بچ گیا اور وہ واپس چلے گئے مگر ہماری ہنڈیا میں سالن پہلے کی طرح پک رہا تھا اور ہمارے گوندھے

Go To Index

ہوئے آٹے سے اسی طرح روٹیاں پک رہی تھیں۔ [13]

حضورِ اکرم اور شیخین کی بکری کے گوشت سے ضیافت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے گھر تشریف لے گئے، وہ گھر پر موجود نہیں تھے، لیکن اُن کی بیوی نے ان حضرات کو دیکھ کر خوش آمدید کہا۔ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے صحابی کے بارے میں دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کی کہ وہ میٹھا پانی لینے گئے ہوئے ہیں، اتنے میں وہ انصاری صحابی آگئے اور انہوں نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور شیخین کو دیکھ کر کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آج مجھ سے بڑھ کر خوش قسمت کوئی نہیں، جس کے گھر ایسے معزّز مہمان تشریف لائے ہوں، پھر وہ کھجور کا ایک خوشہ لائے، جس میں ادھ پکی اور خشک کھجوروں کے ساتھ کچھ تر کھجوریں بھی تھیں اور حضرات سے عرض کی: تناول فرمایئے۔ اور خود نے (بکری ذبح کرنے کے لیے) چھری اُٹھائی، نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے فرمایا: دودھ والی کو ذبح نہیں کرنا۔ انہوں نے بکری ذبح کی، ان حضرات نے بکری کا گوشت کھایا، کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ [14]

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بذاتِ خود بکری ذبح فرما کر اس کا گوشت دوسروں کو بھی عطا فرماتے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کوئی بکری ذبح فرماتے تھے تو کچھ گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا کی سہیلیوں کے گھروں میں ضرور بھیجا کرتے تھے۔ [15]

بکری کے گوشت سے ولیمہ فرمایا حضرت انس رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت زینب رضی اللہُ عنہا کے نکاح پر پوری ایک بکری سے ولیمہ کیا، ایسا ولیمہ ازواجِ مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ [16] یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا۔ [17]

بکری کے گوشت کے طبّی فوائد حکیموں کا کہنا ہے کہ جانوروں میں سب سے بہتر گوشت بکری کا ہوتا ہے، بکری کا گوشت صاف خون پیدا کرتا اور گرم مزاجوں کے لیے مفید ہے، نیز دستی کا گوشت ہلکا، ملائم، لذیذ، جلد گلنے، جلد ہضم ہونے والا اور بیماری سے خالی ہوتا ہے۔ گردن کا گوشت بھی عمدہ لذیذ، جلد ہضم ہونے والا اور ہلکا ہوتا ہے، پُشت (Back) کے گوشت کا ریشہ ران سے کم موٹا ہوتا ہے اور اس میں خون پیدا کرنے والے اَجزا ملتے ہیں۔ [18]

---

(1) دیکھیے: اخلاق النبی وآدابہ، ص118، حدیث:597 (2) اِبنِ ماجہ، 4/28، حدیث: 3305 (3) معجم اوسط، 5/322، حدیث:7477 (4) دیکھیے: سیرتِ مصطفیٰ، ص586 (5) مسلم، ص106، حدیث:481 (6) بخاری، 1/93، حدیث:207 (7) بخاری، 3/533، حدیث:5422 (8) مراٰۃ المناجیح، 6/19 (9) بہارِ شریعت، 3/368 (10) دیکھیے: مسند امام احمد، 45/172، حدیث:27195 (11) دیکھیے: مراٰۃ المناجیح، 1/312 (12) دیکھیے: مسند امام احمد، 1/495، حدیث:441- کراماتِ عثمانِ غنی، ص8 (13) دیکھیے: بخاری، 3/51، 52، حدیث: 4101، 4102 (14) دیکھیے: مسلم، ص867، حدیث:5313 (15) دیکھیے: بخاری، 2/565، حدیث: 3818 (16) بخاری، 3/453، حدیث: 5168 (17) بہارِ شریعت، 3/388 (18) مختلف ویب سائٹ سے ماخوذ۔

جواب دیجیے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ فروری 2026ء کے سلسلہ ”جواب دیجیے“ میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ لیاقت علی (چھانگا مانگا، قصور)، احمد رضا (وہاڑی)، بنتِ محمد اشرف (نواب شاہ)۔ اِنہیں انعامی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔

درست جوابات (1) 21 رمضان المبارک 40 ہجری (2) حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہُ عنہ۔

درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام اکرم شاہ عطّاری (کراچی) ❁ بنتِ وسیم عطّاریہ (ساہیوال) ❁ احمد علی عطّاری (گوجرانوالہ) ❁ حافظ ابو بکر عطّاری (واہ کینٹ) ❁ بنتِ عبد اللطیف (جڑانوالہ) ❁ بنتِ سید نعمان عطّاریہ (میرپور خاص) ❁ بنتِ نیاز احمد (سانگلہ ہل، ننکانہ) ❁ بنتِ مظہر اقبال (منڈی بہاؤ الدین) ❁ عیسیٰ خان (سرگودھا) ❁ بنتِ عابد (کراچی) ❁ جنید رضا (لاہور) ❁ محمد نعمان اعظم (ڈجکوٹ)۔

(قسط:01) طہارت اور نَماز سے متعلّقہ مسائل اور امیرِ اہلِ سنّت کے رسائل

مولانا محمد آصف اقبال عطّاری مَدَنی*

قراٰنِ پاک میں نَماز کے قِیام کا مطالبہ کیا گیا ہے اور یہ اُسی وقت قائم ہوگی جب اِسے ظاہری و باطنی حقوق کے ساتھ اَدا کیا جائے، باطنی حقوق خشوع و خضوع سے جبکہ ظاہری حقوق تمام اَرکان کی سنّت کے مطابق ادائیگی سے حاصل ہوتے ہیں۔ فرائض واجبات، سنّتِ مُؤکّدہ و غیر مُؤکّدہ اور مستحبات یہ سب نماز کے ظاہری حقوق ہیں۔ شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے نَماز اور اس سے متعلقہ کثیر پہلوؤں پر مختلف رسائل تحریر فرمائے ہیں آیئے ذیل میں ان کا مختصر تعارف ملاحظہ کیجیے:

استنجا کا طریقہ (صفحات:18) اسلام نے اپنے ماننے والوں کو زندگی گزارنے کے تمام طریقے سکھائے حتّٰی کہ قضائے حاجت اور استنجا کا طریقہ بھی بتایا۔ اس رسالے میں 9 احادیثِ مبارکہ، 33 شرعی و فقہی مسائل اور ایک حکایت کی روشنی میں استنجا و قضائے حاجت کا اسلامی طریقہ، استنجا کے آداب، استنجا کے ڈھیلوں کے احکام اور سائنسی تحقیق، کموڈ اور ٹوائلٹ پیپر کے مسائل، قضائے حاجت سے قبل چلنے کے فوائد، بیتُ الخلا میں داخلے سے پہلے اور نکلنے کے بعد کی دُعائیں، استنجا خانے کی درست سمت، وہ جگہیں جہاں پیشاب کرنے کی ممانعت ہے اور بیتُ الخلا جانے کی 47 نیتیں بیان کی گئی ہیں۔

وُضو کا طریقہ (صفحات:56) طہارت و پاکیزگی باطنی ہو یا ظاہری اسلام نے دونوں پر بہت زور دیا ہے حتّٰی کہ طہارت کو بعض عِبادات کے لیے لازم وضَروری قرار دیا ہے۔ ظاہری طہارت کی دو اقسام ہیں: وُضو اور غسل۔ اس رسالے میں 3 آیاتِ طیّبہ، 12 احادیثِ مبارکہ، 220 شرعی و فقہی احکام، 59 مدنی پھول، 9 اقوالِ بزرگانِ دین، 6 وظائف اور 5 واقعات و حکایات کی روشنی میں وُضو کے بارے میں تفصیلات درج ہیں۔ وضو کے فضائل و برکات، وضو کا طریقہ (حنفی)، وضو کے بعد کی دعائیں، وضو کے فرائض، سنّتیں، مستحبات، مکروہات اور وضو توڑنے والی چیزیں، وضو میں شک آنے کے احکام، وضو خانے کے متعلّق ہدایات، شرعی معذور کے مسائل اور وضو میں پانی کے اسراف کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ نیز ضمنی طور پر بہت ساری دینی و دنیاوی معلومات، احتیاطیں

* رکنِ مجلس اسلامک ریسرچ سنٹر
المدینۃ العلمیہ، کراچی

اور شرعی احکام بھی رسالے کا حصّہ ہیں۔

غسل کا طریقہ (صفحات:26) فرض غسل ایک شرعی ضَرورت ہے، اس کا طریقہ اور مسائل معلوم ہونا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ یہ رسالہ ایسے ہی مسائل پر مبنی ہے، غسل کے فرائض، فرض غسل کے اَسباب، غسل کی احتیاطیں، سنّت و مستحب غسل کے مواقع، غسل فرض ہونے کی حالت میں قراٰن اور دینی کتب پڑھنے اور چھونے کے احکام، تیمّم کا طریقہ اور اِس کے مسائل، بہتے پانی اور فوّارے سے غسل کا مسئلہ، WC کا رُخ کہاں ہو؟ بچّہ کب بالغ ہوتا ہے؟ اور اوپر تلے کتابیں رکھنے کی ترتیب وغیرہ بہت ساری معلومات اس رسالے میں یکجا کر دی گئی ہیں۔ رسالے میں 4 احادیثِ طیبہ، 120 اقوال و شرعی احکام اور ایک حکایت درج ہے۔

کپڑے پاک کرنے کا طریقہ مع نجاستوں کا بیان (صفحات:42) اسلام میں طہارت و پاکیزگی کو بڑی اہمیّت حاصل ہے، باطنی صفائی کے ساتھ ساتھ ظاہری صفائی و پاکیزگی پر بھی بہت زور دیا گیا ہے۔ اس رسالے میں ایک روایت، 100 سے زیادہ شرعی مسائل اور ایک حکایت کی روشنی میں نجاستوں کی اقسام، اُن کی مثالیں، ان کے احکام، حلال و حرام جانوروں اور پرندوں کی بیٹ، گوشت، پسینے اور لُعاب کے احکام اور مختلف نَجاستوں کے لحاظ سے مختلف کپڑوں اور چیزوں کو پاک کرنے کے طریقے بیان کیے گئے ہیں اور پاکی و ناپاکی کے وہ تمام روز مرّہ بنیادی مسائل موجود ہیں جو ایک مسلمان کو پیش آتے ہیں۔

فیضانِ اَذان (صفحات:29) احادیثِ مبارکہ میں وارِد مخصوص الفاظ کے ساتھ وقتِ نماز کا اعلان کرنے کو شریعت میں اَذان کہتے ہیں۔ اس رسالے میں 14 احادیثِ کریمہ، 60 اقوال و فقہی مسائل اور ایک حکایت کی روشنی میں آپ پڑھ سکتے ہیں کہ کیا حضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی خود اَذان دی ہے؟ اَذان کے فضائل، اذان کے دنیاوی فوائد، اذان و اِقامت کہنے کے مسائل، ان کے جواب کا طریقہ، اذان سے پہلے اور بعد دُرُود شریف پڑھنے کی شرعی حیثیت، اذان کے متعلّق کفریہ کلمات کی مثالیں اور رسالے کے آخر میں اذان و اقامت کے کلمات، اذان کی دعا، ایمانِ مفصّل و ایمانِ مجمل اور چھ کلمے دیے گئے ہیں۔

فیضانِ جمعہ (صفحات:26) رسالے کا موضوع نام سے ہی ظاہر ہے۔ جمعہ کو جمعہ کہنے کی وجہ، جمعہ و نمازِ جمعہ کے عظیمُ الشّان فضائل، حضور نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پہلا جمعہ کب ادا فرمایا اور ظاہری زندگی میں کتنے جمعے ادا کیے؟ ترکِ جمعہ کی وعید، جمعہ کی سنّتیں، روزِ جمعہ ناخن تراشنے کی فضیلت و فوائد، جمعہ میں حج و عمرہ کا ثواب، جمعہ کے روزہ کا مسئلہ، جمعہ کے نبوی وظائف و اعمال، اَدائیگی جمعہ کی شرائط، دورانِ خطبہ کے احکام اور جمعہ کی اِمامت کا ضَروری مسئلہ وغیرہ اہم باتیں رسالے کا حصّہ ہیں۔ رسالے میں 3 آیاتِ کریمہ، 33 احادیثِ مبارَکہ، 31 اقوال و شرعی مسائل اور 2 حکایات ہیں۔

قضا نمازوں کا طریقہ (صفحات:25) مسلمان پر سب سے پہلا فرض نماز ہے، اگر وقت میں ادا ہونے سے رہ جائے تو اب اس کی قضا کرنا ضَروری ہے۔ اس رسالے میں 3 آیاتِ مبارَکہ، 6 احادیثِ کریمہ، 34 شرعی مسائل اور 5 واقعات و حکایات کی روشنی میں نماز نہ پڑھنے کی سخت وعیدیں اور عذابات کا تذکرہ، قضا نمازوں کا طریقہ، ادا، قضا اور واجِبُ الاعادہ کی تعریفات، جمعۃ الوَداع میں قضائے عمری، عمر بھر کی نمازوں کا حساب، قضا نمازوں کی ترتیب، نمازِ قصر اور تَراوِیح کی قضا کا مسئلہ، فوت شدہ کی نماز کا فدیہ اور شرعی حیلہ کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

انڈونیشیا کا صوبہ آچے

مزار حضرت الشیخ عبد الرؤوف السنکلی رحمۃ اللہ

شہر جکارتہ

(دوسری اور آخری قسط)

خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت کا سفرِ انڈونیشیا

مولانا حاجی غلام یاسین عطاری مدنی یمنی*

جمعہ کا دن: جلوسِ میلاد اور فیضانِ مدینہ کا افتتاح

10 اکتوبر بروز جمعہ، یہ سفر کا ایک خاص دن تھا۔ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے سب سے افضل دن ہے۔ حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ یعنی سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوا وہ جمعہ کا دن ہے۔“ (مسلم، ص331، حدیث:1977)

اس دن نمازِ جمعہ کے لیے ایک دوسرے شہر میں ”مسجد مہاجرین“ میں حاضری ہوئی۔

مسجد مہاجرین سے متصل دارالعلوم المہاجرین کے مہتمم اعلیٰ، ابی حاجی مولانا تاجُ الدّین سبکی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ، جو سٹی نگران کے سسر صاحب ہیں، ان کے گھر میں دعوت کا اہتمام تھا۔ دعوت کے بعد ملاقات کا سلسلہ رہا اور تعویذاتِ عطاریہ تقسیم کیے گئے۔

وہاں سے واپسی پر ایک عالمِ دین ابوضیاءُ الدّین کے مزار پر حاضری ہوئی جو دعوتِ اسلامی کے مددگار بھی تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی جو اس وقت مہتمم اعلیٰ ہیں، ان کے گھر جا کر دلجوئی کی گئی۔ اسلام میں غمگساری اور دلجوئی کو بڑی اہمیّت حاصل ہے۔ حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خود بھی لوگوں کے گھر جا کر ان کا حال پوچھتے تھے۔ انہیں تعویذاتِ عطاریہ دیے گئے اور ان کے مسائل پر تفصیلی گفتگو کی گئی۔

وہاں سے واپسی پر جامعۃُ المدینہ آنا ہوا جہاں جلوسِ میلاد تیار تھا۔ یہ منظر دیکھنے سے تعلّق رکھتا تھا۔ سبز جھنڈے، نعتیں، دُرُود و سلام کی صدائیں، اور حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبّت میں سرشار لوگوں کا جمِ غفیر۔ جلوسِ میلاد دراصل حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادت باسعادت کی خوشی کا اظہار ہے۔

جلوس میں شرکت کے دوران مقامی شخصیات جیسے پولیس افسران، ٹاؤن ناظم اور یوسی ناظم سے ملاقات ہوئی۔

جلوسِ میلاد کے بعد ایک جگہ دعوتِ اسلامی کے مرکز فیضانِ مدینہ کا افتتاح تھا، خلیفہ امیر اہلِ سنت نے اس افتتاح

*نگران انڈونیشیا مشاورت

Go To Index

میں شرکت فرمائی اور لوحِ بنیاد پر اپنے دستخط ثبت فرما کر فیضانِ مدینہ کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ یہ ایک تاریخی لمحہ تھا جب انڈونیشیا کی سرزمین پر فیضانِ مدینہ کا ایک اور مرکز قائم ہوا۔

افتتاح کے بعد محفلِ میلاد میں بیان ہوا۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ آچے کے صوبے میں تقریباً 100 دن یا 4 مہینے تک محافلِ میلاد کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

محفلِ میلاد سے فارغ ہونے کے بعد راقم کے گھر تشریف آوری ہوئی جہاں مبلغین جمع تھے۔ یہاں مبلغین کی تربیَت کا خصوصی سیشن ہوا۔ مبلغین دراصل دین کے سپاہی ہیں جو لوگوں تک دین کی دعوت پہنچاتے ہیں۔ ان کی تربیَت نہایت اَہم ہے کیونکہ وہ لوگوں کے سامنے دین کی نمائندگی کرتے ہیں۔

یہاں بھی کئی شرکاء کے سر پر عمامے باندھے گئے اور بارہ دینی کاموں کی ترغیب دلائی گئی۔ مبلغین سے مختلف اَہداف اور نیتیں لی گئیں۔ اَہداف رکھنا اور ان پر عمل کرنا کامیابی کی کلید ہے۔ یہاں پر سفر کا باقاعدہ جدول ختم ہوا۔

اَلْوَداع

11 اکتوبر، ہفتہ کی صبح نو بجے کے قریب ائیر پورٹ کے لیے روانگی کا وقت آگیا۔ الوداع کا منظر بہت جذباتی اور قابل دید تھا۔ اسلامی بھائیوں نے ائیرپورٹ پر الوداع کیا۔ آنکھوں میں آنسو تھے لیکن دلوں میں یہ اُمید تھی کہ یہ ملاقات آخری نہیں ہے۔

خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت کا اگلا سفر جکارتہ اور پھر جکارتہ سے ابوظہبی کے لیے تھا۔ جیسے جیسے طیارہ آچے کی سرزمین سے دُور ہوتا گیا، لوگوں کے دل بھاری ہوتے گئے، لیکن ساتھ ہی یہ عزم بھی مضبوط ہوتا گیا کہ جو تعلیمات اور رہنمائی ملی ہے، اس پر عمل کریں گے۔

سفر کا حاصل

یہ پانچ دن کا سفر محض ایک سفر نہیں تھا بلکہ دلوں کو جوڑنے، روحوں کو بیدار کرنے اور ایمان کو تازہ کرنے کا ایک مبارَک سلسلہ تھا۔ اس سفر میں گیارہ مدارس و جامعات کا دورہ ہوا: 1 دارُ العلوم نُورُ الرشاد العزیزیۃ 2 دارُ العلوم بابُ البرکۃ المنوّرہ 3 دارُ العلوم منی آچے 4 دارُ العلوم اُلے تیٹی 5 مدرسہ مصباحُ الورع الامیریہ 6 دارُ العلوم استقامۃُ الدّین دارُ المعارف 7 مدرسہ نُورُ الہدایۃ الرحمۃ الامیریہ 8 دارُ العلوم المہاجرین 9 دارُ العلوم روحُ الاسلام 10 مدرسۃ المدینہ انڈونیشیا 11 جامعۃ المدینہ انڈونیشیا۔

ان مدارس میں ہزاروں طلبہ دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ دارالعلوم اُلے تیٹی میں تقریباً چار ہزار طلبہ و طالبات ہیں، جبکہ دارالعلوم استقامۃُ الدین میں تین ہزار طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ انڈونیشیا میں دینی تعلیم کا کتنا زبردست رُجحان ہے۔

اس سفر کے دوران 9 مقامات پر بیانات ہوئے جن میں مختلف موضوعات پر روشنی ڈالی گئی۔ اساتذہ کا احترام، باجماعت نماز کی اہمیّت، اخلاص کے ساتھ علم حاصل کرنا، بارہ دینی کاموں میں شرکت، یہ سب موضوعات ایسے تھے جو نئی نسل کی تربیَت کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

انٹرنیشنل یونیورسٹی میں اسلاموفوبیا کے موضوع پر سیشن ایک خاص اہمیّت رکھتا تھا۔ یہ عصری تعلیم اور دین کا خوبصورت امتِزاج تھا۔ طلبہ کے سوالات اور ان کے جوابات سے یہ بات واضح ہوئی کہ نوجوان نسل میں دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا شوق موجود ہے، ضرورت صرف صحیح

رہنمائی کی ہے۔

اس سفر کے دوران خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ نے درج ذیل پانچ بزرگانِ دین کے مزاراتِ مبارکہ پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی فرمائی:

1 حضرت حبیب ابو بکر بن حسین رحمہ اللہ 2 حضرت الشیخ عبد الرؤوف السنکلی رحمہ اللہ 3 حضرت والد نورا رحمہ اللہ 4 حضرت عالمِ دین دار العلوم اُلے تیٹی رحمہ اللہ 5 حضرت ابو عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ۔

ان کے مزارات پر فاتحہ خوانی دراصل ان کے ساتھ روحانی رشتے کو مضبوط کرتی ہے اور ہمیں یاد دلاتی ہے کہ دین کی خدمت کا ثمر دنیا اور آخرت دونوں میں ملتا ہے۔

10 مقامات پر مدنی حلقے لگائے گئے جن میں انفرادی کوشش، سنّتوں کی ترغیب اور دعوتِ اسلامی سے وابستگی کی دعوت دی گئی۔ مدنی حلقہ دراصل ایک ایسی مجلس ہے جس میں چند لوگ بیٹھ کر دینی باتیں کرتے ہیں، اپنے اعمال کا جائزہ لیتے ہیں اور ایک دوسرے کو نیکی کی تلقین کرتے ہیں۔

مدنی بہاریں

اَلحمدُ للہ! اس مبارک سفر کے دوران سینکڑوں اسلامی بھائیوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ بیعت دراصل ایک عہد ہے جو بندہ اپنے مرشد سے کرتا ہے کہ وہ دین پر عمل کرے گا اور گناہوں سے بچے گا۔ یہ ایک روحانی رشتہ ہے جو طالب کی زندگی میں مثبت تبدیلی لاتا ہے۔

کئی اسلامی بھائیوں نے ہاتھوں ہاتھ عمامہ شریف سجایا۔ عمامہ صرف ایک کپڑا نہیں بلکہ عمامہ پہننا سنّت ہے اور اس سے وقار اور سنجیدگی پیدا ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”اَلْعَمَائِمُ تِیجَانُ الْعَرَبِ یعنی عمامے عرب کے تاج ہیں۔“ (جامع صغیر، ص353، حدیث:5723)

درجنوں اسلامی بھائیوں نے دعوتِ اسلامی کے بارہ دینی کاموں میں شرکت کی نیّت کی۔ یہ نیّتیں دراصل تبدیلی کا آغاز ہیں۔ جب انسان کچھ کرنے کی نیّت کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے راستے آسان کردیتا ہے۔

سبق اور نصیحتیں

اس سفر سے ہمیں کئی سبق ملتے ہیں۔ پہلا سبق یہ ہے کہ دین کی خدمت میں رکاوٹیں آتی رہیں پھر بھی سفر جاری رکھنا ہے۔

دوسرا سبق یہ ہے کہ تعلیم اور تربیَت ساتھ ساتھ چلنی چاہیے۔ مدنی حلقے، کسوٹی، اور انفرادی ملاقاتیں یہ سب تربیَت کے مختلف طریقے ہیں۔

تیسرا سبق یہ ہے کہ مختلف طبقات سے رابطہ ضَروری ہے۔ یونیورسٹی کے طلبہ، دارُالعلوم کے طلبہ، مبلغین، علما اور عام لوگ سب سے ملاقات ہوئی۔

چوتھا سبق یہ ہے کہ بزرگانِ دین کے مزارات پر جانا اور ان کی سیرت سے واقفیت حاصل کرنا ضَروری ہے۔ یہ ہمیں دین پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

پانچواں سبق یہ ہے کہ صبر اور استقامت بہت اَہم ہیں۔ پانچ دن میں اتنا کام کرنا، رات دیر تک جاگنا، سفر کی تھکاوٹ یہ سب صبر کا تقاضا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ خلیفۂ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہمُ العالیہ کا سایہ تادیر قائم رکھے، ان کے فیوض و برکات کو پورے انڈونیشیا سمیت دنیا بھر میں عام فرمائے اور دعوتِ اسلامی کو مزید ترقّی و عُروج عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

آپ کے تأثرات (منتخب)

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے بارے میں تأثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تأثرات کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

شخصیات کے تأثرات (اقتباسات)

1 مولانا اسد عطاری مدنی (ذمہ دار مجلس جامعاتُ المدینہ راولپنڈی ڈویژن): ماشآءَ اللہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ نئے لکھاریوں کی حوصلہ افزائی اور ان کو ماہر قلم کار بنانے میں اہم کردار ادا کررہا ہے، خصوصاً جامعاتُ المدینہ کے طلبۂ کرام کو تحریری میدان کا شہسوار بنانے میں مصروفِ عمل ہے۔ اِن شآءَ اللہُ الکریم اس تحریری میدان میں شامل ہونے سے طلبۂ کرام میں شوقِ مطالعہ و تحقیق کا جذبہ پیدا ہوگا، علم میں پختگی آئے گی اور پھر یہ طلبۂ کرام مستقبل میں اسلاف کی سنتِ تصنیف کو پھیلانے میں مصروفِ عمل ہوں گے، اللہ ربُّ العزت دعوتِ اسلامی کو برکتوں سے نوازے جس نے طلبہ کو ایسا بہترین پلیٹ فارم مہیا کیا جس سے طلبہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں کامیاب ہورہے ہیں۔

متفرق تأثرات و تجاویز (اقتباسات)

2 ماہنامہ فیضانِ مدینہ دسمبر 2025ء پڑھ کر مجھے احساس ہوا کہ اس کا مطالعہ کرنا کتنا اہم ہے کیونکہ اس مہینے کے شمارے کا ہر مضمون میرے لیے موتیوں اور جواہرات کی مانند ہے، بالخصوص بچوں اور بڑوں کی تربیت کے حوالے سے جو مضمون دیے گئے ہیں وہ بہت اچھے ہیں، اِن شآءَ اللہ اب پابندی کے ساتھ ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا مطالعہ کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ (محمد اسد اللہ، سکھر، سندھ) 3 اَلحمدُ للہ ہر ماہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے، اس کے سارے ہی مضامین زبردست ہیں لیکن مجھے "بزرگانِ دین کے مبارک فرامین" اور "روشن ستارے" بہت اچھے لگتے ہیں۔ (غلام الیاس، عارف والا، پنجاب) 4 مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ بہت بہت اچھا لگتا ہے، اس سے بہت سارا علمِ دین سیکھنے کو ملتا ہے، اللہ پاک ماہنامہ فیضانِ مدینہ کو بہت بہت ترقی عطا فرمائے۔ اٰمین (بنتِ آصف میمن، کراچی) 5 اَلحمدُ للہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ معلومات سے بھرپور میگزین ہے اور اس سے بچوں، بڑوں سبھی کو بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ (بنتِ مبین، گوجرانوالہ) 6 مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں "درسِ کتابِ زندگی" کا عنوان بہت بہت اچھا لگتا ہے۔ (بنتِ رمضان، فیصل آباد) 7 ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے فوائد کے تو کیا کہنے! ایک سے بڑھ کر ایک علم کا خزانہ اور ہماری اصلاح کی بے شمار باتیں اس میں موجود ہیں۔ (بنتِ شہزاد، ناظم آباد، کراچی) 8 میرا مشورہ یہ ہے کہ کرنٹ مہینے جیسے جنوری 2026ء کے ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں اگلے ماہ یعنی فروری 2026ء کے شمارے میں آنے والے مضامین کی کچھ جھلکیاں اس میں بیان کردی جائیں کہ اگلے شمارے میں آپ پڑھ سکیں گے یہ---یہ---یہ---۔ اس طرح پڑھنے والے قارئین کو تجسس رہے گا اور وہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ آنے کا بے چینی سے انتظار کریں گے۔ (بنتِ خادم حسین، فیصل آباد، پنجاب)

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تأثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923103330935) پر بھیج دیجئے۔

نئے لکھاری (New Writers)
نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

تکبّر کی قرآنی مذمّت

شاہد رضا عطاری
(درجہ رابعہ جامعۃُ المدینہ فیضانِ عثمان غنی کراچی)

قراٰنِ مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وہ جامع کتاب ہے جو انسان کی انفرادی، اجتماعی، اخلاقی اور روحانی زندگی کی مکمل رَہنمائی کرتی ہے۔ قراٰنِ مجید انسان کو اخلاقِ حسنہ اختیار کرنے اور بُرے اخلاق سے بچنے کی واضح تعلیم دیتا ہے۔ اس میں جہاں اعلیٰ اخلاق مثلاً تواضع، اخلاص، صبر اور حلم کی ترغیب دی گئی ہے، وہیں اُن اخلاقی بُرائیوں سے سختی کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے جو انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتی ہیں۔ انہی مہلک باطنی اَمراض میں ایک نہایت خطرناک مرض تکبّر ہے۔

تکبّر سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے بَرتر سمجھے۔ (مفردات الفاظ القرآن، کبر، ص697)

1 قراٰنِ کریم میں متکبّرین کی سخت مذمّت کی گئی اور انہیں اللہ پاک کی ناراضی کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ(۲۳)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔

(پ14، النحل:23)

2 قراٰنِ مجید نے واضح فرمایا کہ تکبّر انسان کو ہدایت سے محروم کر دیتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَكَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور میں اپنی آیتوں سے انہیں پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں۔ (پ9، الاعراف:146)

3 تکبّر کی سب سے پہلی اور عبرتناک مثال ابلیس کی ہے، جس نے محض غرور اور بڑائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی اور ہمیشہ کے لیے مردود ہو گیا۔ قراٰنِ کریم میں اس واقعے کو یوں بیان کیا گیا ہے: ﴿وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَؕ-اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ﱪ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ(۳۴)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔

(پ1، البقرۃ:34)

اسی طرح قراٰنِ مجید میں قومِ عاد، قومِ ثمود اور فرعون جیسے سرکش حکمرانوں کا ذکر بھی ملتا ہے جنہوں نے تکبّر اور غرور کی بنیاد پر اللہ کے رسولوں کی تکذیب کی اور بالآخر عذابِ الٰہی کا شکار ہوئے۔

4 قراٰنِ کریم میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ متکبّر لوگ قیامت کے دن ذلّت و رسوائی کا سامنا کریں گے۔ چنانچہ ارشادِ

الٰہی ہے: ﴿قِیۡلَ ادۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ۚ فَبِئۡسَ مَثۡوَی الۡمُتَكَبِّرِیۡنَ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: فرمایا جائے گا داخل ہو جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے تو کیا ہی برا ٹھکانا متکبّروں کا۔ (پ24، الزمر:72)

5 الغرض تکبّر ایک ایسا گُناہ ہے جو انسان کے ایمان، اخلاق اور انجام سب کو تباہ کر دیتا ہے۔ جبکہ اس کے بَرعکس قراٰنِ مجید عاجزی اور تواضع کو محبوب صِفت قرار دیتا ہے۔ اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں کی پہچان بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ هَوۡنًا﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ (پ19، الفرقان:63)

لہٰذا آدمی تکبّر جیسی مہلک بیماری سے خود کو بچائے اور عاجزی و انکساری کو اپنا شعار بنائے، کیونکہ عزّت، کامیابی اور نَجات تکبّر میں نہیں بلکہ عاجزی، تواضع اور تقویٰ میں پوشیدہ ہے۔ لہٰذا ایک مومن کے لیے ضَروری ہے کہ وہ عاجزی و انکساری کو اپنائے۔

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ ہمارے اَذہان میں اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ تکبّر انسان کو ہلاکت، گمراہی اور اللہ تعالیٰ کی رَحمت سے دوری کی طرف لے جاتا ہے۔

خلّاقِ عالَم کی بارگاہ میں دُعاگو ہوں اللہ کریم ہمیں زندگی کے بقیہ ایّام تکبّر و تمام برے اخلاق والے اعمال سے بچنے کی توفیقِ رفیق مرحمت فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

حلم وبُردباری کی نبوی تعلیمات

ابو صفی محمد علی
(درجہ سادسہ جامعۃُ المدینہ فیضانِ عثمان غنی کراچی)

حلم و بردباری ایسا وصف ہے جو انسان کے باطن کی پختگی اور روح کی بلندی کا پتا دیتا ہے۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی سیرتِ طیبہ میں حلم و بردباری اس شان سے جلوہ گر ہے کہ دشمنوں کے رویے بدل گئے، دل فتح ہو گئے اور سخت مزاج لوگ بھی اخلاقِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے سامنے جھک گئے۔ احادیثِ مبارکہ میں ہم مسلمانوں کو بھی انہی اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے۔ آیئے! اسی مناسبت سے 4 فرامینِ نبوی پڑھیے:

1 **حقیقی طاقت کا معیار:** نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے طاقت کا معیار بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ یعنی طاقتور وہ نہیں جو کشتی میں لوگوں کو پچھاڑ دے، بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصّے کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔ (بخاری، 4/130، حدیث:6114)

2 **حلم اللہ کو محبوب ہے:** حلم کوئی معمولی اخلاقی وَصف نہیں بلکہ وہ صفت ہے جو بندے کو اللہ کی محبّت کے قریب کر دیتی ہے۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اشج عبدُ القیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ یعنی تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے: حلم اور بردباری۔ (مسلم، ص38، حدیث:117)

3 **غصے پر قابو کی تلقین:** ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم! مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: لَا تَغْضَبْ یعنی غصّہ نہ کیا کرو۔ اس نے بار بار پوچھا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ہر مرتبہ یہی ارشاد فرمایا: غصّہ نہ کرو۔ (بخاری، 4/130، حدیث:6116)

یہ مختصر مگر جامع وصیّت دراصل حلم و بردباری کی اساس ہے، کیونکہ غصّہ وہ چنگاری ہے جو عقل، دین اور تعلّقات سب کو جلا دیتی ہے۔

4 **درگزر اور بلندیِ درجات:** نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اس غلط فہمی کو دور فرمایا کہ حلم و معاف اور دَرگزر، انسان کے لیے ذلّت و کمزوری نہیں بلکہ عزّت کی بلندی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: وَمَا زَادَ اللهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ، اِلَّا عِزًّا یعنی اللہ تعالیٰ کسی

Go To Index

بندے کو معاف کرنے کے سبب ہی عزّت میں اضافہ فرماتا ہے۔(مسلم، ص1071، حدیث:6592)

حلم وبردباری کی یہ نبوی تعلیمات انسان کے کردار کو نکھارتی اور معاشرے کو اَمن وسکون عطا کرتی ہیں۔ جو شخص حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اسوۂ حسنہ کو اپنالیتا ہے، وہ سختیوں، اختلافات اور غلبے میں بھی عاجزی و انکساری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہی وہ اخلاقی حُسن ہے جو دلوں کو مسخر کرتا اور دشمنوں کو بھی دوست بنالیتا ہے۔ ایسے کردار کو دیکھ کر ہی اہلِ نظر رشک کرتے ہیں، کیونکہ یہ وہ روشنی ہے جو براہِ راست چراغِ نبوّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے لی گئی ہے۔

اللہ پاک ہمیں احادیث طیبہ پڑھ کر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مطالعۂ شروحاتِ حدیث کی ضَرورت واہمیّت

عمر فاروق عطّاری

(درجہ سادسہ مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی)

ہم سب جانتے ہیں کہ قراٰنِ پاک کے بعد ہدایت کا دوسرا بڑا ذریعہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی احادیث ہیں۔ لیکن یہاں ایک بہت نازک مسئلہ ہے جس کی طرف اکثر دھیان نہیں دیا جاتا۔ وہ یہ کہ کیا حدیث کے صرف الفاظ پڑھ لینا یا سادہ اردو ترجَمہ دیکھ لینا کافی ہے؟ اگر ہم انصاف سے جائزہ لیں تو پتا چلتا ہے کہ دین کی اصل سمجھ بوجھ کے لیے صرف "متنِ حدیث" کافی نہیں، بلکہ اس کی شرح (Explanation) کا مطالعہ بھی بے حد ضَروری ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ اگر کوئی شخص میڈیکل کی کتاب سے صرف دَوائی کا نام پڑھ کر استعمال کرلے تو نقصان اُٹھا سکتا ہے، اسے ڈاکٹر کی تشریح و وضاحت کی ضَرورت ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح، احادیثِ مبارکہ کے الفاظ میں معانی کا ایک سمندر چھپا ہوتا ہے۔ بعض اوقات حدیث کا حکم کسی خاص وقت یا خاص بندے کے لیے ہوتا ہے، جسے "شانِ ورود" کہتے ہیں۔ اگر ہم شرح نہیں پڑھیں گے تو ہو سکتا ہے کہ ہم اس حدیث کا غلط مطلب سمجھ بیٹھیں۔

اللہ پاک نے قراٰنِ کریم میں بھی ہمیں یہی اُصول سکھایا ہے کہ اگر خود نہیں جانتے تو جاننے والوں سے رُجوع کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ترجمۂ کنزالایمان: تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔(پ14، النحل:43)

شروحاتِ حدیث دراصل علم والوں (محدثین اور فقہاء) کی محنت کا نچوڑ ہیں۔ جب ہم مراٰۃُ المناجیح، اشعۃُ اللمعات یا نزہۃُ القاری جیسی شروحاتِ حدیث پڑھتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرمان کا اصل مقصد کیا تھا؟ کون سی حدیث ناسخ ہے اور کون سی منسوخ؟ ہمارے اسلاف نے اپنی زندگیاں لگا کر یہ موتی جمع کیے ہیں تاکہ ہم بھٹک نہ جائیں۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی اس شخص کے لیے دعا فرمائی ہے جو بات کو سن کر اسے آگے پہنچائے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ بہت سے لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔ چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے:

اللہ اس بندے کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور پھر اسے یاد کرلیا اور آگے پہنچایا جیسا سنا تھا۔ کیونکہ بہت سے لوگ جن تک بات پہنچائی جائے وہ سننے والے سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔(ترمذی،4/298، حدیث:2665)

اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ الفاظِ حدیث یاد کرنے کے ساتھ ساتھ بات کی تہہ تک پہنچنا چاہیے اور بات کی تہہ تک پہنچنے کا واحد ذریعہ مستند شروحات کا مطالعہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری عبادات اور عقائد درست رہیں اور حدیث کی مکمل اور دُرست معلومات ملیں تو ہمیں چاہیے کہ حدیث کے مطالعے کے دوران اس کی مستند شروحات کو بھی اپنے مطالعے کا حصّہ بنائیں۔

اللہ پاک ہمیں علمِ دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

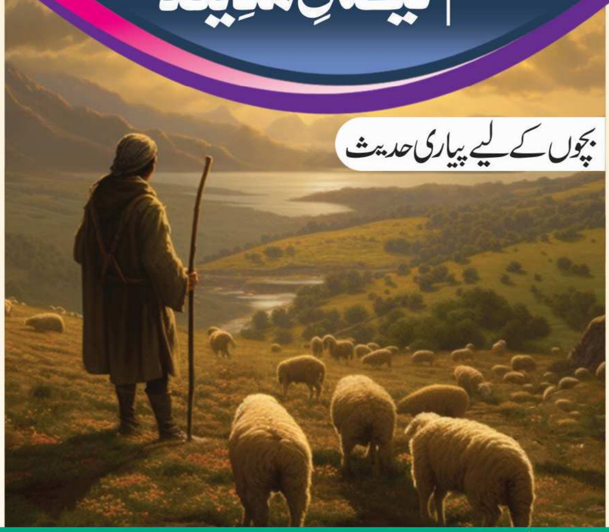

بچوں کے لیے پیاری حدیث

سچ کی بَرَکت

مولانا محمد جاوید عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک کے سچّے نبی حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: عَلَیْکُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ یَهْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ یعنی تم پر سچ بولنا لازم ہے، بے شک سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنّت تک پہنچا دیتی ہے۔

(مسلم، ص1078، حدیث:6639)

پیارے بچّو! سچ کا مطلب ہے کہ جو بات حقیقت میں ہوئی ہو، اُسی کو بیان کرنا۔ مثلاً اگر غلطی سے کوئی چیز آپ سے ٹوٹ گئی ہے تو امّی یا ابّو کے پوچھنے پر بتا دیں کہ مجھ سے غلطی ہو گئی، یہ چیز مجھ سے ٹوٹ گئی۔ یہ سچ ہے۔ لیکن اگر آپ کہیں کہ میں نے نہیں توڑی، مجھے نہیں معلوم کیسے ٹوٹ گئی؟ تو یہ جھوٹ ہے۔

سچ ایک نیکی ہے، سچ جنّت میں لے جانے والا عمل ہے، سچ نَجات دلاتا ہے، سچ ذہنی سکون کا سبب ہے، سچ انسان کو بااعتماد بناتا ہے، سچ سے گھر بار میں بَرَکت ہوتی ہے، سچے بچّے سے سب محبّت کرتے ہیں اور اُس پر بھروسا کرتے ہیں۔ سچ سے کاموں میں بَرَکت ہوتی ہے سچ سے اللہ پاک اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم راضی ہوتے ہیں۔

سچّے چرواہے کا واقِعہ: ایک دن حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما نے ایک غلام چرواہے کو دیکھا جو بکریاں چرا رہا تھا۔ انہوں نے اُسے کھانے کی دعوت دی اُس نے کہا: میرا روزہ ہے۔ آپ رضی اللہُ عنہ نے اُس کا امتحان لیا اور کہا: ایک بکری ہمیں بیچ دو اس کی قیمت اور گوشت بھی آپ کو دیں گے، اور مالک سے کہہ دینا کہ بھیڑیا (Wolf) کھا گیا۔ چرواہے نے فوراً جواب دیا: تو پھر اللہ کہاں ہے؟ (یعنی اللہ تو سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ اُس نوجوان کی یہ سچّائی دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما بہت خوش ہوئے اور) بعد میں آپ رضی اللہُ عنہ نے اس کے مالک سے وہ چرواہا اور ساری بکریاں خرید لیں اور چرواہے کو آزاد کر دیا اور بکریاں اسے تحفے میں دیدیں۔ (دیکھیے: شعب الایمان، 4/329، حدیث: 5291)

دیکھیے! سچ کی برکت سے چرواہے کو غلامی سے آزادی ملی، اور دنیاوی مال بھی حاصل ہوا، اگر ہم بھی اللہ و رسول کے حکم پر عمل کرتے ہوئے سچ بولیں تو ہمیں بھی فوائد حاصل ہوں گے۔ اِن شآءَ اللہ

اچّھے بچّو! آپ بھی اپنی عادت بنائیں کہ ہمیشہ سچ بولیں۔ گھر میں، اسکول میں، دوستوں میں اور کھیلتے وقت ہر جگہ سچ بولیں۔ اگر ہوم ورک نہیں کیا تو ٹیچر کو سچ بتائیں۔ اگر آپ سے کوئی غلطی ہو جائے تو ڈریں مت، بلکہ سچ سچ بتا دیں۔ کہتے ہیں کہ ”سانچ کو آنچ نہیں“ یعنی سچ بولنے والے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا وہ ہمیشہ محفوظ رہتا ہے اور سچ سے دنیا و آخرت کے اور بہت سارے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

اللہ پاک ہمیں ہمیشہ سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

Go To Index

چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی

مولانا سید عمران اختر عطّاری مَدَنی*

ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ہر معجزہ ایمان میں تازگی اور عقیدت و محبّت میں اضافے کا ذریعہ ہے خصوصاً ان مواقع کے معجزات جب بظاہر حالات انتہائی دشوار ہوں، وسائل کم ہوں اور دشمن طاقتور ہو، وہاں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا طرزِ عمل ہمیں سکھاتا ہے کہ اللہ پاک کی مدد کے ساتھ کوئی رکاوٹ، کوئی مشکل اور کوئی طاقت ناقابلِ شکست نہیں رہتی۔ آیئے! ایسا ہی ایک معجزہ ملاحظہ کیجیے:

یہودیوں نے اسلام دشمنی کی بنیاد پر خیبر کے کافروں کے علاوہ کئی دوسرے قبائل میں جاجا کر اسلام کے خلاف لشکر کشی کے معاہدے کیے اور مختلف قبیلوں کو اسلام کے مقابلے میں اپنے ساتھ متّحد کرلیا جب حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو معلوم ہوا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے مقابلے کے لیے خندق کھودنے کا حکم دیا اس موقع پر جو جنگ ہوئی اسے جنگِ خندق کہا جاتا ہے۔ حضرت بَراء بن عازب رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خندق کھودنے کا حکم دیا، تو کھدائی کے دوران ایک بہت بڑی اور نہایت سخت چٹان نکل آئی جس پر کدالیں اثر نہیں کر رہی تھیں، ہم نے نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں فریاد کی، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے، اس چٹان کو دیکھا تو اپنی چادر اُتار دی، کدال لی اور بسم اللہ پڑھ کر ضرب (چوٹ) لگائی تو چٹان کا ایک تہائی حصّہ ٹوٹ گیا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ اکبر! مجھے شام کی کنجیاں عطا ہوگئی ہیں اور اللہ کی قسم! میں اس وقت شام کے سُرخ محلّات (یعنی رومی سلطنت کے شاہی محلّات) اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں پھر دوسری ضرب لگائی تو دوسرا تہائی حصّہ بھی ٹوٹ گیا، فرمایا: اللہ اکبر! مجھے فارس کی کنجیاں عطا ہوگئی ہیں اور اللہ کی قسم! میں اس وقت مدائن کا سفید محل دیکھ رہا ہوں پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بسم اللہ پڑھ کر تیسری ضرب لگائی تو چٹان کا بقیہ حصّہ بھی ٹوٹ گیا، فرمایا: اللہ اکبر! مجھے یمن کی کنجیاں عطا ہوگئیں اور اللہ کی قسم! میں اس وقت صَنعاء (یعنی یمن کے دارُالحکومت) کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

(دیکھیے: تاریخ بغداد، 1/142)

سُبْحٰنَ اللہ! اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کیسی طاقت و قوّت عطا فرمائی کہ جو چٹان صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم سے نہ ٹوٹ سکی آپ نے اُسے ریزہ ریزہ کردیا، اور کیسی بصارت عطا فرمائی کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مدینۂ منورہ سے شام، ایران اور یمن کے شاہی محلّات دیکھ کر مستقبل میں ان کے فتح کی خوشخبری بیان فرمائی جو حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی۔ یہ یقیناً آپ کا عظیم معجزہ تھا۔ اس سے چند باتیں

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

سیکھنے کو ملتی ہیں:

- اللہ پاک کی راہ میں پیش آنے والی رُکاوٹیں دراصل بڑی کامیابی کے دروازے کھولنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔
- مشکل حالات میں قائد کا خود میدانِ عمل میں آجانا ماتحتوں کی حوصلہ افزائی کا ذریعہ بنتا ہے۔
- جب ہم سے کوئی اپنی مشکل کی فریاد کرے اور مدد کی توقع رکھے بِالخصوص چھوٹے یا ماتحت افراد تو ہمیں ان کی مدد کرنی چاہیے اور اُمید پر پورا اترنے کی کوشش کرنی چاہیے۔
- نیک و جائز کام سے پہلے اللہ پاک کا نام لینا اس کام میں کامیابی و بَرکت کا باعث ہوتا ہے۔
- اللہ پاک چاہے تو معمولی اسباب سے بھی عظیم نتائج پیدا فرما دیتا ہے۔
- اصل کامیابی طاقت و وسائل سے نہیں اللہ کی مدد سے ملتی ہے۔
- پریشانی کے عالَم میں اُمید و کامیابی کی بات کرنا اعلیٰ قیادت کی علامت ہے۔
- حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صرف مسائل ہی حل نہیں فرماتے تھے بلکہ دلوں کو بھی راحت و مسرت عطا فرمایا کرتے تھے۔
- وقت آنے پر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیش گوئیاں حرف بہ حرف سچ ثابت ہوا کرتیں۔
- بڑے مقاصد کے حُصول کے لیے صبر، حوصلہ، محنت اور اللہ پاک پر بھروسا ضروری ہے۔
- اللہ پاک اپنے مقرّب بندوں کو وہ مناظر دکھا دیتا ہے جو عام آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہیں۔
- حق پر قائم رہنے والوں کے لیے مستقبل کی فتوحات پہلے ہی طے ہو چکی ہوتی ہیں۔
- اللہ پاک کی قدرت کے سامنے مضبوط چٹان بھی ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے۔

حروف ملائیے!

پیارے بچّو! مہمان بن کر کسی کے گھر جانا اچّھی بات ہے، لیکن ایک اچّھا مہمان وہ ہوتا ہے جو دوسروں کو تکلیف نہ دے اور اَدب و اخلاق کے ساتھ رہے۔ آپ کسی کے ہاں مہمان بن کر جائیں تو وہاں شور مچانے اور ادھر اُدھر بھاگنے سے بچیں کیونکہ اس سے میزبان کو پریشانی ہوتی ہے۔ میزبان کے گھر کی قیمتی چیزوں جیسے برتن، شوپیس، موبائل اور اس طرح کی دیگر چیزوں کو بغیر اجازت ہاتھ نہ لگائیں۔ اگر کھیلنے کے لیے کوئی چیز لینا چاہیں تو پہلے اجازت لینا ضروری ہے۔ کھانے پینے کے معاملے میں بھی خیال کیا جائے، جو چیز پیش کی جائے اسے شکر کے ساتھ قبول کرنا چاہیے، اور اگر کوئی چیز پسند نہ ہو تو ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ گھر میں صفائی کا خیال رکھنا چاہیے، کچرا اِدھر اُدھر نہیں پھینکنا چاہیے۔ جب واپس جانے لگیں تو میزبان کا شکریہ اَدا کریں اور دُعا دیں۔

آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حُروف ملا کر پانچ الفاظ تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ "مکّہ" تلاش کر کے بتایا گیا ہے۔ تلاش کیے جانے والے 5 الفاظ یہ ہیں: (1) میزبان (2) اخلاق (3) شکر (4) قبول (5) مہمان۔

ت	ر	ز	س	ع	ی	ن	ر	ا
ڑ	ش	ت	ق	ل	و	ب	ق	ک
م	ک	ا	پ	ک	ہ	ا	ت	ی
س	ر	ج	ق	ج	ل	ر	م	ن
ت	ش	ر	ہ	ک	م	و	ش	ا
ن	ا	ب	ز	ی	م	س	م	خ
ر	ح	ا	ا	ن	ھ	گ	ح	ل
م	و	ش	ز	ط	ر	س	و	ا
ا	ن	ا	م	ہ	م	خ	خ	ق

تیز آندھی والی جنگ

مولانا حیدر علی مَدَنی*

بچّوں کی دلچسپی تو پہلے ہی اسلامیات کے لیکچر میں بہت زیادہ ہوتی تھی لیکن آج کل مزید بڑھ چکی تھی کیونکہ تاریخ اسلامی سے متعلّق باب (Chapter) شروع ہو چکا تھا تو جیسے جیسے اسلامی تاریخ سے آگاہی بڑھتی جارہی تھی ویسے ویسے انہیں اپنے مسلمان ہونے پر فخر بھی بڑھتا جارہا تھا۔

سر بلال کا کہنا تھا کہ تاریخ بھی آئینے (Mirror) کی طرح ہوتی ہے جس میں انسان خود کو پہچان کر اپنی اصلاح اور تعمیر کر سکتا ہے۔ سر نے آج کلاس میں آتے ہی وائٹ بورڈ پر باب کے نام کے ساتھ ساتھ آج کے سبق کا عنوان بھی لکھ دیا تھا: تاریخِ اسلامی؛ غزوۂ خندق

تو بچّو بات ہے آج سے چودہ سو سال پرانی جب نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مدینۂ پاک کی طرف ہجرت کیے پانچ برس گزر چکے تھے ان پانچ برسوں میں بھی اسلام کے دشمنوں نے نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آپ کے ساتھی صحابہ کو امن و سکون کے ساتھ نہ رہنے دیا تھا کبھی بدر کے میدان میں تو کبھی احد پہاڑ کے دامن میں پوری جنگی قوّت کے ساتھ مسلمانوں سے مقابلہ کرنے آئے لیکن ہر بار منہ کی کھانی پڑی، آخر پانچویں برس مدینہ سے نکالے ہوئے یہودیوں نے قریشِ مکہ سے ملاقات کی اور چند دوسرے قبیلوں کو بھی ساتھ ملا کر سب کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے اِتّحادی فوج (Allied Forces) تیار کی، اس لیے اسے جنگِ اَحزاب کہتے ہیں، کیونکہ اَحزاب کا معنیٰ ہے کئی جماعتیں اور یہاں بھی بہت ساری جماعتیں مل گئی تھیں۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ اس فوج کی تعداد دس ہزار تھی اور بالآخر ذُوالقعدہ کے مہینے میں یہ بڑا لشکر مسلمانوں پر دھاوا بولنے کے اِرادے سے مدینۂ پاک کی طرف چل پڑا۔[1]

سر یہ ذُوالقعدہ کا مہینا کون سا ہوتا ہے؟ ایک بچّے نے پوچھا۔

سر بلال: بچّو! عید الاضحیٰ یعنی بڑی عید سے پہلے والا مہینا ذُوالقعدہ کہلاتا ہے۔ تو عرب کی پوری تاریخ میں کسی قوم کے خلاف اتنے بڑے لشکر نے حملہ نہیں کیا تھا، اس لشکر کی خبر مدینے پاک پہنچی تو اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے منصوبہ بندی شروع کر دی اور صحابۂ کرام کو جمع کر کے مشورہ مانگا کہ کیسے اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کیا جائے؟

حضرت سلمان فارسی جو عرب کے باہر سے آئے تھے، انہوں نے بڑا دلچسپ مشورہ دیا، "یارسولَ اللہ! فارس میں جب ہمارا محاصرہ کیا جاتا تھا تو ہم خندق کھودتے تھے۔" پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس مشورے کو قبول فرمالیا اور تین ہزار صحابہ کا لشکر لے کر آپ مدینہ میں ہی ایک پہاڑ کے پاس آٹھہرے، پیچھے سے تو پہاڑ کی ڈھال تھی لہٰذا سامنے کی طرف خندق بنانے کا کام شروع ہو گیا۔[2]

ریحان: سر یہ خندق کیا ہوتا ہے؟

سر بلال: بچو! دشمن کے حملے سے بچاؤ کے لیے زمین کھود کر مورچے بنائے جاتے ہیں، اسے انگریزی زبان میں Trench بھی کہتے ہیں۔ تو تقریباً چھ دنوں میں خندق کھودلی گئی، پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود بھی اس کام میں حصّہ لیا۔[3]

اُسید رضا: اسی لیے سر کتاب میں اس غزوہ کا نام غزوۂ خندق لکھا ہوا ہے۔

سر بلال: بِالکل درست بیٹا، جنگِ اَحزاب کا دوسرا نام غزوۂ خندق بھی ہے، بہر حال جب دس ہزار سپاہی لیے دشمن کی جنگی

*مدرس جامعۃ المدینہ،
فیضان آن لائن اکیڈمی

فوج مدینہ حملے کرنے پہنچی تو سامنے خندق دیکھ کر حیران و پریشان کھڑی رہ گئی، اسلام اور مسلمانوں کو دنیا سے مٹانے کی ان کی ساری اُمیدوں اور اِرادوں کے سامنے خندق آڑ بن گئی تھی، کچھ سوچ کر انہوں نے خندق کے پاس ہی فوج کے مورچے بنالیے۔ بعض نے تنگ جگہ سے خندق عبور کرنے کی کوشش بھی کی اور ان میں سے کچھ کامیاب بھی ہوئے مگر خندق کے اِس پار آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جاں نثاروں کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے۔ کچھ روز دونوں جانب سے ایک دوسرے کی فوج پر تیر اندازی کی گئی اس کے علاوہ باقاعدہ جنگ نہ ہوسکی۔[4] مسلمان تو چلو اپنے شہر میں ہی تھے لیکن کافر فوج کے سپاہی اپنے اپنے گھروں کو چھوڑ کر آئے ہوئے تھے پھر آگے سے نتیجہ بھی من چاہا نہیں مل رہا تھا بلکہ خوراک کا جو ذخیرہ ساتھ لائے تھے اس کے ختم ہونے اور آپس میں ایک دوسرے سے دغابازی کی خبروں نے دس ہزار ہوتے ہوئے بھی کافر سپاہیوں کو بددل کر دیا تھا اور ان سب پر آخری ضرب اللہ پاک کے کرم سے یہ لگی کہ ایسی سخت آندھی آئی کہ دیگیں چولھوں پر سے الٹ پلٹ ہوگئیں، خیمے اکھڑ اکھڑ کر اڑ گئے اور کافروں پر ایسا خوف طاری ہوا کہ سوائے بھاگنے کے انہیں کچھ نہ سُوجھا، چنانچہ الرّحیل الرّحیل (چلو! چلو!) کی صداؤں میں مشرکین دُم دبا کر بھاگ نکلے اور یہودی بھی اپنے قلعوں کی طرف چل دیئے، اب مدینۃ الرّسول کی سرزمین اس ناپاک لشکر کے وُجود سے پاک صاف ہوچکی تھی اور اسلامی لشکر بھی واپس گھروں کو لوٹ آیا۔[5]

تو بچو! ہمیشہ یاد رکھیں کہ جب ہم اللہ کا نام لے کر اس کے دین کے لیے نکلتے ہیں تو پھر اللہ پاک کی مدد بھی ضَرور پہنچتی ہے، یہ کہتے ہوئے سر باہر کی طرف چل پڑے۔

---

(1) مواہب لدنیہ، 1/238، 239- طبقاتِ ابن سعد، 2/50 (2) مغازی للواقدی، 2/445- طبقات ابن سعد، 2/51 (3) طبقات ابن سعد، 2/51 (4) طبقاتِ ابن سعد، 2/52- سیرت ابن ہشام، ص391 (5) سیرتِ ابن ہشام، ص395۔

جملے تلاش کیجیے! پیارے بچو! نیچے لکھے جملوں کو مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجیے اور قرعہ اندازی میں حصہ لیجیے۔

1 سچے بچے سے سب محبت کرتے ہیں اور اُس پر بھروسا کرتے ہیں۔ 2 اصل کامیابی طاقت و وسائل سے نہیں اللہ کی مدد سے ملتی ہے 3 ایک اچھا مہمان وہ ہوتا ہے جو دوسروں کو تکلیف نہ دے 4 بڑی عید سے پہلے والا مہینا ذوالقعدہ کہلاتا ہے۔ 5 غصے میں بدتمیزی نہیں کرنی چاہیے۔

◄ کوپن کی دوسری جانب تمام معلومات اور جوابات لکھیے اور صاف ستھری تصویر بنا کر اس واٹس اپ نمبر 923103330935+ پر بھیج دیجیے۔ ◄ 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی "مجلس تقسیم رسائل" کے تعاون سے مدنی چیک پیش کیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

(اس چیک کے ذریعے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے فری کتابیں یا ماہنامے خرید سکتے ہیں)

جواب دیجیے

(ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں، تلاش کیجیے اور قرعہ اندازی میں حصہ لیجیے)

سوال 01: وہ کون سے صحابی ہیں کہ جن کی اقتداء میں نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فجر کی نماز پڑھی؟

سوال 02: غزوۂ خندق کے موقع پر کفار کی فوج کی تعداد کتنی تھی؟

◄ کوپن کی دوسری جانب تمام معلومات اور جوابات لکھیے اور صاف ستھری تصویر بنا کر اس واٹس اپ نمبر 923103330935+ پر بھیج دیجیے۔ ◄ 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی "مجلس تقسیم رسائل" کے تعاون سے مدنی چیک پیش کیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

(اس چیک کے ذریعے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے فری کتابیں یا ماہنامے خرید سکتے ہیں)

Go To Index

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3/285، حدیث: 8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لیے 6 نام، ان کے معنٰی اور نسبتیں پیش کی جا رہی ہیں۔

بچّوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لیے	معنٰی	نسبت
محمد	عاقِب	سب سے آخر میں آنے والا	رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صفاتی نام
محمد	طارِق	روشن ستارہ	صحابی رضی اللہ عنہ کا مبارک نام
محمد	اختر	ستارہ	تاجُ الشریعہ مفتی اختر رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا نام

بچیوں کے 3 نام

اُم سَلَمہ	اعتراف کرنے والی کی ماں	اُمُّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
قِرصافہ	گھومنے والی چیز	صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
سکینہ	اطمینان	ایک مشہور صندوق کا نام جس کا ذکر قراٰن پاک میں بھی ہے۔

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں۔)

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لیے ہے۔

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اپریل 2026ء)

نام مع ولدیت:.................. عمر:...... مکمل پتا:....................................

موبائل/واٹس ایپ نمبر:.............................. (1) مضمون کا نام:......................... صفحہ نمبر:......

(2) مضمون کا نام:.................... صفحہ نمبر:...... (3) مضمون کا نام:......................... صفحہ نمبر:......

(4) مضمون کا نام:.................... صفحہ نمبر:...... (5) مضمون کا نام:......................... صفحہ نمبر:......

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان جون 2026ء کے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھیے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اپریل 2026ء)

جواب 1:.................................. جواب 2:..................................

نام:.................. ولدیت:.................. موبائل / واٹس ایپ نمبر:..................

مکمل پتا:..

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان جون 2026ء کے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

Go To Index

ماں باپ کے نام

بچّوں کو نظر انداز مت کیجیے

مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطّاری مَدَنی*

والدین کے لیے اس بات کی سمجھ بوجھ بہت ضَروری ہے کہ کب بچّے کو نظر انداز کرنا ہے اور کب مناسب انداز میں تربیَت کرنی ہے۔ بعض والدین سمجھتے ہیں بچّوں کو نظر انداز کرنا معمولی بات ہے، حالانکہ بعض مواقع پر بچّوں کی بات سننا، ان کی طرف متوجّہ ہونا اور ان کی ضَرورت کو سمجھنا بے حد ضَروری ہوتا ہے، جبکہ کچھ حالات ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں معمولی باتوں کو نظر انداز کرنا تربیَت کا حصّہ ہوتا ہے۔

اس مضمون میں والدین کی اس طرف توجّہ دلائی گئی ہے کہ بچّوں کو کب نظر انداز کریں اور کب نہ کریں؟ نظر انداز کرنے کے کیا نقصانات ہیں؟

نظر انداز کرنے کے انداز

بچّوں کو نظر انداز کرنا بعض اوقات معمولی بات لگتی ہے لیکن اس کے اَثرات گہرے ہوتے ہیں۔ چند نمایاں طریقے درج ذیل ہیں:

بچّوں کی بات نہ سننا بعض اوقات بچّے اپنے دل کی بات کہنا چاہتے ہیں لیکن والدین کسی غیر اَہم کام میں مصروفیّت، یا تھکن کی وجہ سے کہہ دیتے ہیں کہ ”بعد میں بات کرنا“ یا بچّے کی بات توجّہ سے نہیں سنتے جس کی وجہ سے بچہ اَہم باتیں بھی والدین سے شیئر کرنا پسند نہیں کرتا جو کبھی بھی کسی نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔

موبائل یا ٹی وی دیکھنے میں مصروف رہنا بعض والدین کی عادت ہوتی ہے کہ جو وقت بچّوں کو دینا چاہیے وہ موبائل فون استِعمال کرنے یا ٹی وی دیکھنے میں گُزار دیتے ہیں۔ اس طرح والدین کا بچّوں کو نظر انداز کرنا بچّوں کی تربیَت پر منفی اَثر ڈال سکتا ہے۔

خوف، خوشی یا غم کو اہمیت نہ دینا خوف، خوشی یا غم یہ بچّے کے احساسات ہیں۔ والدین کا بچّوں کے احساسات کو نظر انداز کرنا نقصان دہ ہے۔ جب بچّہ خوف، خوشی یا غم کا اظہار کرتا ہے تو والدین کی طرف سے یہ کہہ کر بات ٹال دی جاتی ہے کہ ”یہ کوئی بات نہیں“ یا ”ایسی باتوں پر رونا یا غمگین نہیں ہونا چاہیے“۔ والدین کا یہ رویہ انتہائی غلط ہے۔

اچّھائیوں کو نظر انداز کرنا کچھ والدین بچّوں کی صرف غلطیوں پر نظر رکھتے ہیں اور ان کی خوبیوں اور اچّھی عادات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ صرف غلطیوں پر ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں، اچّھائیوں پر حوصلہ افزائی نہیں کرتے۔

سُوالات کو بوجھ سمجھنا بچّوں کے سُوالات ان کے سیکھنے کی جستجو کو ظاہر کرتے ہیں لیکن بعض اوقات بڑوں کو یہ سوالات فُضول یا وقت کا ضیاع محسوس ہوتے ہیں۔ بعض والدین بچّوں کے سُوال پوچھنے پر ان کو جھڑک دیتے ہیں جس سے بچّے میں سیکھنے کی جستجو آہستہ آہستہ ختم ہونے لگتی ہے۔ والدین کو چاہیے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ ذمہ دار ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

کہ بچّوں کے سُوالات کو بوجھ سمجھ کر نظر انداز نہ کریں۔

دوسروں سے تقابل کرنا بعض والدین بچّوں کا دوسروں سے موازنہ کرتے ہیں جس سے حوصلہ شکنی اور نظر انداز کرنے کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔

وقت پر رَہنمائی نہ دینا بعض والدین بچّوں کو یوں بھی نظر انداز کرتے ہیں کہ وقت پر ان کو رَہنمائی نہیں دیتے، تربیَت کے اَہم مواقع پر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

کب نظر انداز کریں؟

بعض معاملات ایسے بھی ہیں جن میں نظر انداز کرنا فائدہ مند بھی ہوتا ہے۔ مثلاً

چھوٹی موٹی شرارتیں بچّوں سے کبھی کبھی ایسی معمولی شرارتیں ہو جاتی ہیں جس سے نہ کسی کو نقصان ہوتا ہے اور نہ کسی بڑے مسئلے کا سبب بنتی ہیں، جیسے ہلکا پھلکا مذاق، تھوڑا سا شور، یا کھیل میں ہلکی پھلکی گڑبڑ۔ ایسی صورت میں بار بار ڈانٹنے کے بجائے اگر والدین نظر انداز کریں تو اکثر بچّہ خود ہی رک جاتا ہے، کیونکہ اسے خاص توجّہ نہیں ملتی۔

توجّہ حاصل کرنے کی ضد بعض بچے صرف توجّہ حاصل کرنے کے لیے بلا وجہ رونا، چیخنا، ضد کرنا یا زمین پر لوٹ پوٹ ہونا شُروع کر دیتے ہیں۔ اگر والدین ہر بار ان کی ضد کو مان لیں تو بچہ یہ عادت بنا لیتا ہے۔ ایسے وقت میں مناسب انداز سے نظر انداز کرنا فائدہ دیتا ہے، تاکہ بچے کو سمجھ آئے کہ ضد کر کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

انجانے میں ہونے والی غلطی کبھی بچّے سے کوئی غلطی لاعلمی، نا سمجھی یا بھول چوک کی وجہ سے ہو جاتی ہے، جیسے چیز گر جانا، کوئی برتن گر کر ٹوٹ جانا، پانی گرا دینا یا کوئی کام ٹھیک نہ کر پانا۔ ایسی غلطیوں پر سختی کرنے کے بجائے اگر والدین نظر انداز کریں یا نرمی سے سمجھا دیں تو یہ تربیَت کا حصّہ بن سکتا ہے۔

اسی طرح کبھی ایسا ہوتا ہے کہ والدین کسی بات پر پہلے سمجھا چکے ہوتے ہیں، مگر بچہ پھر بھی کبھی کبھار وہی معمولی غلطی دُہرا دیتا ہے۔ اگر ہر بار سختی کی جائے تو بچہ ضدی بن سکتا ہے۔ ایسی صورت میں وقتی طور پر نظر انداز کرنا اور مناسب وقت پر دوبارہ یاد دہانی کروانا زیادہ مناسب ہوتا ہے۔

بچّوں کی آپس کی معمولی نوک جھونک بہن بھائیوں کے درمیان ہلکی پھلکی تکرار کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر ہر چھوٹی بات پر والدین بیچ میں مداخلت کریں تو بچّے زیادہ ضدی اور جھگڑالو ہو سکتے ہیں۔ اس لیے اگر جھگڑا معمولی ہو اور کسی کو تکلیف نہ پہنچ رہی ہو تو بہتر ہے کہ والدین نظر انداز کریں اور بعد میں مناسب موقع دیکھ کر سمجھا دیں۔

غصّے میں کہی گئی باتیں بچے کبھی غصے میں آکر ایسے الفاظ کہہ دیتے ہیں جو نہیں کہنے چاہئیں۔ ایسے وقت میں بہتر ہے کہ والدین نظر انداز کریں اور خاموشی اختیار کریں، بچے کو پُرسکون ہونے دیں، پھر بعد میں محبّت سے سمجھا دیں کہ غصّے میں بدتمیزی نہیں کرنی چاہیے۔

نظر انداز کرنے کا نقصان

اگر والدین بچّوں کی بات نہ سنیں، ان کی خوشی غمی، دُکھ دَرد اور خوف جیسے احساسات کو اہمیّت نہ دیں، یا ان کی اچھّائیوں کو مسلسل نظر انداز کریں تو بچّے احساسِ محرومی اور اعتماد کی کمی کے علاوہ اور بھی کئی خرابیوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔

محترم والدین! ہر معاملے میں نظر انداز کرنا یا بات بات پر سختی کرنا درست نہیں۔ سمجھ داری اور حکمت سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کرنا چاہیے کہ کب بچے کو نظر انداز کرنا ہے اور کب نہیں۔

موبائل اور سوشل میڈیا کے منفی اثرات سے اپنے بچوں کو محفوظ رکھنے اور ان کی بہتر تربیت کے لیے صرف اور صرف مدنی چینل اور کڈز مدنی چینل کو عام کیجیے۔ کڈز مدنی چینل وزٹ کرنے کے لیے کیو آر کوڈ اسکین کیجیے۔

اللہ پاک ہمیں اپنے بچّوں کی اچھی تربیَت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

اسلامی بہنوں کا ماہنامہ فیضانِ مدینہ

بیٹیاں اور مالی معاملات کی بنیادی تعلیم

اُمِّ میلاد عطاریہ*

بیٹیاں اللہ پاک کی نعمت اور گھر کی رحمت ہوتی ہیں۔ ان کی تربیت اور تعلیم والدین کی اَہم ترین ذمّہ داری ہے۔ آج کے بدلتے ہوئے دور میں جہاں تعلیم، شعور اور خود اعتمادی کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے، وہیں مالی معاملات کی بنیادی تعلیم بھی بیٹیوں کے لیے نہایت ضروری ہو چکی ہے۔

اگر بیٹیوں کو بچپن سے ہی پیسے کی قدر، بچت کے اُصول، خرچ کے توازن اور منصوبہ بندی کی سمجھ دی جائے تو وہ ایک باوقار اور سمجھدار خاتون بن سکتی ہیں۔

مالی تعلیم صرف حساب کتاب سیکھنے کا نام نہیں بلکہ یہ زندگی کے عملی فیصلوں کا شعور دیتی ہے۔ جب بیٹی کو یہ علم ہو کہ آمدنی اور خرچ میں توازن کیسے رکھا جاتا ہے، غیر ضروری چیزوں سے بچت کیوں ضروری ہے، اور مستقبل کے لیے کس طرح منصوبہ بندی کرنی چاہیے، تو وہ نہ صرف اپنی زندگی بہتر بنا سکتی ہے بلکہ ضَرورت پڑنے پر اپنے خاندان کے لیے بھی ایک مضبوط سہارا بن جاتی ہے۔

اسلامی تعلیمات مالی نظم و ضبط اور دیانت داری بھی سکھاتی ہیں۔ قراٰنِ پاک میں بارہا انصاف، توازن اور امانت داری کے احکامات ملتے ہیں۔ اگر ہم اپنی بیٹیوں کو مالی علم کے ساتھ دینی اُصولوں کے مطابق تربیت دیں، تو وہ ایک ایسی نسل کو جنم دیں گی جو ایماندار، سمجھدار اور باشعور ہوگی۔

بیٹیوں کو مالی معاملات کی سمجھ دینا ان کی خود اعتمادی، اور بہتر مستقبل کی ضمانت ہے۔ ایک مالی طور پر باشعور بیٹی: آمدنی اور اخراجات کا بہتر انتِظام کر سکتی ہے۔

بچت، سرمایہ کاری اور بجٹ سازی جیسے اَہم فیصلے کر سکتی ہے۔

مالی دھوکا دہی سے بچ سکتی ہے اور دوسروں کی مدد بھی کر سکتی ہے۔ شادی کے بعد یہ سب سے زیادہ کام آنے والی چیز ہے۔

مالی معاملات کی بنیادی تعلیم میں کیا شامل ہونا چاہیے؟

ان نکات پر توجّہ دینا ضروری ہے:

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

- بنیادی مالی اِصطلاحات کی سمجھ، جیسے بجٹ، آمدنی، خرچ، بچت، قرض، منافع، زکوٰۃ، صدقہ وغیرہ۔
- بجٹ بنانا سکھانا، ماہانہ آمدنی اور اخراجات کا حساب رکھنا، ترجیحات طے کرنا اور فضول خرچی سے بچنا۔
- بچت کی عادت ڈالنا، بچپن سے ہی سیونگ باکس کی اہمیت اُجاگر کرنا۔
- صدقہ و زکوٰۃ کی تربیَت، مالی عبادات کی اہمیت اور ان کے معاشرتی اَثرات سے آگاہی دینا۔
- حلال و حرام کا شعور، اسلامی اُصولوں کے مطابق خرچ اور سرمایہ کاری کی تمیز سکھانا۔
- ڈیجیٹل مالیات کی تربیَت، آن لائن بینکنگ، موبائل والٹس اور مالی ایپس کے محفوظ استِعمال شرعی رہنمائی کے ساتھ۔

مالی شعور اور معاشرتی اثرات

بیٹیوں کو مالی معاملات کی بنیادی تعلیم دینا وقت کی سب سے اَہم ضَرورت ہے۔ جب بیٹیاں مالی طور پر باشعور ہوں گی تو وہ ایک مضبوط، خوشحال اور متوازن معاشرہ تشکیل دے سکیں گی۔ دراصل مالی تعلیم صرف پیسے کی نہیں، بلکہ زندگی سنوارنے کی تعلیم ہے۔

ہم میں سے بہت سی خواتین کو مالیاتی انتظام کرنے کا طریقہ نہیں سکھایا جاتا۔ پھر بھی ہر روز ہم کماتی ہیں، ہم خرچ کرتی ہیں، ہم رقم دیتی ہیں، وصول کرتی ہیں، ہم قرض لیتی ہیں اور قرض دیتی ہیں، مگر یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ کتنا، کیسے اور کہاں خرچ کرنا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ کمانا سب کو آہی جاتا ہے مگر خرچ کرنا کسی کسی کو آتا ہے۔

جسے خرچ کرنا آتا ہے وہ 100 روپے کو بھی بہترین طریقے سے خرچ کر سکتا ہے اور جسے خرچ کرنا نہیں آتا اس کو 1000 بھی کم لگیں گے۔ ریاضی آپ کو سکھائے گی کہ شرح کیا ہے اور ان کا حساب کیسے لگانا ہے لیکن مالیاتی تعلیم آپ کو اس بات پر غور کرنے میں مدد کرے گی کہ 10 فیصد ڈسکاؤنٹ پر اشیاء خریدنا ایک اچھا فیصلہ ہے یا نہیں۔

جن لوگوں کو مالی معاملات کے بارے میں سکھایا جاتا ہے وہ زیادہ فعّال طور پر بچت کر سکتے ہیں، وہ مالی طور پر زیادہ مثبت رویہ رکھتے ہیں اور مالی انتظام میں پُر اعتماد ہوتے ہیں۔

اعتدال، تقویٰ اور اسلامی نقطۂ نظر

مالی معاملات کی تربیت اور مال کے لالچ میں فرق بھی رکھیں، صبر، شکر، درگزر، کفایت شعاری، تقویٰ و پرہیز گاری تربیَت کا لازمی وضَروری حصّہ ہے۔ ہر بات پیسے پر شروع اور پیسے پر ختم کرنا یہ انتہائی مذموم صفات میں سے ہے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ بچت کا مطلب کنجوسی نہیں، سخاوت کا مطلب فضول خرچی نہیں۔

اسلام اعتِدال کو پسند کرتا ہے، دنیا میں رہنے کے لیے کچھ نہ کچھ مال ضروری ہے، مگر اس مال کی جگہ دل میں نہیں بنانی، نہ ہی مال کی ہوس میں اپنا آپ بھولنا ہے۔ دیکھیے مال تو حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس بھی تھا، آپ کے پاس جو مال تھا وہ کبھی آپ کے دل میں جگہ نہ بنا سکا۔ سب اُن کے جیسا مال تو چاہتے ہیں مگر ان کے جیسی سخاوت نہیں چاہتے۔

اپنے دل کو دنیا اور مال کی بے جا محبّت سے بچانے کے لیے ہر ہفتہ کی رات نمازِ عشا کے بعد مدنی مذاکرہ میں حاصل ہونے والی تربیَت سے فائدہ اُٹھائیں۔

Go To Index

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی*

1 نفلی طواف میں عورت کے چہرہ ڈھانپنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نفلی طواف میں کیا عورت چہرے کا نقاب کر سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جب عمرہ یا حج کی نیت سے احرام باندھا ہو تو مرد عورت دونوں کے لیے چہرہ کھلا رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ حالتِ احرام میں چہرہ نہ ڈھانپنا احرام کی پابندیوں میں سے ہے۔ لیکن جب عورت نے عمرہ یا حج کی نیت نہیں کی بلکہ ویسے ہی نفلی طواف کر رہی ہے تو اب اس پر احرام کی پابندیاں لازم نہیں ہوں گی۔ لہٰذا ایسی صورت میں عورت چہرے کو نقاب وغیرہ کے ذریعے چھپا کر طواف کر سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ غیر محرمہ عورت کے لیے حکم ہے کہ وہ اجنبی مردوں کی نظروں سے بچنے کے لیے چہرہ ڈھانپ کر ہی نفلی طواف کرے کیونکہ عورت کا چہرہ اگرچہ ستر میں شامل نہیں لیکن فی زمانہ فتنہ سے بچنے اور فساد کی روک تھام کے لیے فقہاءِ کرام نے بغیر ضرورت جوان عورت کا غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولنا ممنوع قرار دیا ہے اور اس کو چھپانا لازم قرار دیا ہے۔ بلکہ حالتِ احرام میں بھی اجنبیوں سے پردہ کرنے کی صورت بیان فرمائی ہے کہ چہرے کے سامنے چہرے سے جُدا کسی چیز کی آڑ کر لے مثلاً گتّا وغیرہ یا ہاتھ والا پنکھا چہرے کے سامنے رکھے تاکہ احرام کی پابندی پر بھی عمل ہو جائے اور پردے کے احکام کی بھی رعایت ہو جائے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 ماموں زاد سے پردے کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا لڑکی کا اپنے ماموں کے بیٹوں سے اور لڑکے کا اپنی ممانی اور ماموں کی بیٹیوں سے پردہ کرنا لازم ہے؟ اور اگر ان میں شرعاً پردہ لازم ہے تو اس کی خلاف ورزی کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سوال میں بیان کردہ رشتے داروں کا ایک دوسرے سے پردہ فرض ہے، اور اس طرح بے پردہ ہونا حرام ہے کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان کے سامنے ان میں سے کچھ کھلا رکھیں؛ جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ، یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز کھلا ہو۔ بلکہ فی زمانہ فتنوں کی کثرت کے باعث علمائے کرام نے تو عورتوں کو اجنبی مرد کے سامنے اپنے چہرے کو بھی ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* شیخ الحدیث و مفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

اے دعوتِ اسلامی تری دُھوم مچی ہے

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں

Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا حسین علاؤالدین عطّاری مدنی*

فیضانِ مدینہ کراچی میں دستارِ فضیلت و تقسیم اسناد اجتماع کا سلسلہ 500 علمائے کرام کے سَروں پر دستار سجائی گئی

دعوتِ اسلامی کے تعلیمی شعبے جامعۃُ المدینہ (بوائز) کے زیرِ اہتمام 11 جنوری 2026ء کو عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں ”دستارِ فضیلت و تقسیمِ اسناد اجتماع“ منعقد ہوا۔ یہ تقریب درسِ نظامی (عالم کورس) مکمل کرنے والے طلبہ کی علمی کاوشوں کے اعتراف میں منعقد کی گئی جس میں اساتذۂ کرام، علمائے اہلِ سنّت اور فارغُ التحصیل طلبہ کے والدین کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ تقریب میں بیان کرتے ہوئے استاذُ الحدیث مفتی محمد حسان عطاری مدنی مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے علمِ دین کی اہمیت و فضیلت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے قراٰن و حدیث اور اسلاف کے اقوال کی روشنی میں واضح کیا کہ علمِ دین کا اصل مقصد رضائے الٰہی اور انسانیت کی اصلاح ہے۔ انہوں نے نئے علمائے کرام کو اپنی علمی و عملی زندگی میں اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کی۔ اجتماع کا سب سے اہم مرحلہ وہ تھا جب جامعۃُ المدینہ کے تقریباً 500 فارغُ التحصیل علمائے کرام اور تخصّصات مکمل کرنے والے خوش نصیبوں کے سروں پر مفتیانِ کرام اور اراکینِ شوریٰ نے اپنے ہاتھوں سے دستارِ فضیلت سجائی۔ اس موقع پر طلبہ میں اسناد بھی تقسیم کی گئیں۔

کراچی میں دار الافتاء اہلسنت کی نویں برانچ کا افتتاح افتتاحی تقریب میں مفتی قاسم عطاری نے خصوصی بیان فرمایا

دارُالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی) کی جانب سے 25 جنوری 2026ء کو کراچی کے علاقے سخی حسن نارتھ ناظم آباد میں واقع جامع مسجد بہزاد لکھنوی میں ”دارُالافتاء اہلسنت“ کی نئی برانچ کا افتتاح کر دیا گیا ہے۔ تلاوت و نعت سے افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا۔ تقریب میں مفتیانِ کرام، اراکینِ شوریٰ اور دعوتِ اسلامی کے مختلف شعبہ جات کے ذمّہ داران سمیت عاشقانِ رسول کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔ اس پروگرام میں رئیس دار الافتاء اہلسنت شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد قاسم عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ الحمدللہ اس وقت پاکستان بھر میں دار الافتاء اہلسنت کی 24 برانچز قائم ہو چکی ہیں جن میں سے کراچی شہر میں آٹھ برانچز قائم تھیں اور نویں برانچ کا افتتاح آج ہوا ہے۔ امیرِ اہلِ سنّت کی خواہش ہے کہ کراچی میں کم از کم 12 دارُالافتاء اہلسنّت قائم کرنے ہیں اور ہم اپنے مقصد کے بہت قریب ہیں۔ تقریب کے اختِتام پر مفتیانِ کرام اور اراکینِ شوریٰ نے دار الافتاء اہلسنّت کی نئی برانچ کا دورہ کیا اور وہاں فراہم کی جانے والی سہولیات کا جائزہ لیا۔ واضح رہے کہ یہ علمی مرکز مقامی سطح پر

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب وروز، کراچی

شہریوں کو درپیش روزمرّہ کے شرعی مسائل اور پیچیدگیوں کے حل کے لیے کلیدی کردار ادا کرے گا۔

موزمبیق کے Shopping Centre Hall میں اجتماع کا انعقاد نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری نے بیان فرمایا

22 جنوری 2026ء کو افریقی ملک موزمبیق کے شہر ماپوتو میں واقع "ماپوتو شاپنگ سینٹر ہال" میں دعوتِ اسلامی کے زیرِ انتظام ایک عظیمُ الشّان سنّتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں مقامی افریقی بھائیوں سمیت مختلف ممالک سے آئے ہوئے عاشقانِ رسول اور مبلغینِ دعوتِ اسلامی نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اجتماع سے خصوصی بیان کرتے ہوئے نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری مُدَّظِلُّہُ العالی نے "رمضانُ المبارک کی اہمیّت وفضیلت" پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے مقامی سطح پر دینی کاموں کی رفتار تیز کرنے کا بھی ذہن دیا۔ مقامی لوگوں کی سہولت کے لیے نگرانِ شوریٰ کے بیان کا ترجمہ مقامی افریقی زبان میں بھی کیا گیا تاکہ وہاں کے رہنے والے بیان کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔ اجتماع کا اختتام بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں دُرُود و سلام کے نذرانے اور عالمِ اسلام کی سربلندی کی خصوصی دُعاؤں پر ہوا۔

پشاور میں فیضانِ مدینہ کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا

03 جنوری 2026ء کو صوبہ خیبر پختونخوا کے شہر پشاور میں دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز فیضانِ مدینہ (بنام جامع مسجد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) کی تعمیرات کے سلسلے میں ایک عظیمُ الشّان اجتماعِ سنگِ بنیاد کا انعقاد کیا گیا۔ رکنِ شوریٰ حاجی یعفور رضا عطاری نے حاضرینِ اجتماع سے "فضائلِ اہلِ بیت" کے موضوع پر نہایت مؤثّر، جامع اور سنّتوں بھرا بیان فرمایا۔ بیان میں اہلِ بیتِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت، ان سے محبّت کو ایمان کا حصّہ قرار دینے، ان کی سیرتِ طیبہ کو اپنانے اور ان کے مبارک کردار کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کی اہمیّت پر روشنی ڈالی گئی۔ بیان کے بعد مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پشاور اور جامع مسجد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تعمیر کے سلسلے میں سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ اجتماع میں علمائے کِرام، ذمّہ دارانِ دعوتِ اسلامی، مقامی معزّزین اور عاشقانِ رسول کی بڑی تعداد شریک ہوئی۔

فیضانِ مدینہ کراچی میں تاجران کے درمیان Meet UP کا انعقاد

دعوتِ اسلامی کے شعبہ رابطہ برائے تاجران کے تحت عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں 27 جنوری 2026ء کو ایک Meet UP کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف مارکیٹ ایسوسی ایشن کے چیئرمین، فیکٹری مالکان، تاجران اور بزنس کمیونٹی سے تعلّق رکھنے والی دیگر شخصیات نے شرکت کی۔ رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبد الحبیب عطاری نے شرکا کو دعوتِ اسلامی کے تحت دنیا کے مختلف ممالک میں ہونے والی دینی و فلاحی خدمات کے حوالے سے آگاہی دی اور دینی کاموں میں حصّہ لینے کی ترغیب دلائی۔

انگلینڈ میں اسٹوڈنٹس کے درمیان Meet UP کا انعقاد رکنِ شوریٰ حاجی خالد عطاری نے بیان کیا

انگلینڈ (England) کے سٹی اولڈہم (Oldham) میں قائم مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے تحت ایک Meet UP کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف تعلیمی اِداروں کے اسٹوڈنٹس اور دیگر Youngster سمیت مختلف شعبہ جات سے وابستہ عاشقانِ رسول نے شرکت کی۔ رکنِ شوریٰ حاجی خالد عطاری نے سنّتوں بھرا بیان کرتے ہوئے شرکا کو قبر و آخرت کی تیاری کرنے، گُناہوں سے بچنے، نمازوں کی پابندی کرنے اور نیکیوں بھری زندگی گُزارنے کا ذہن دیا۔

For more updates
news.dawateislami.net

تحریری مقابلہ کے لیے موصول 262 مضامین کے مؤلفین

کراچی: محمد امین عطاری، محمد عبد اللہ، ابرار عطاری، محمد ارسلان قریشی عطاری، غلام طٰہٰ اشرفی، محمد رفیق عطاری، ابو صَفی محمد علی، احتشام، احسان علی، احمد بلال، احمد رضا، احمد رضا عطاری (فیضان مدینہ)، احمد رضا عطاری بن محمد اجمل، احمد رضا عطاری (فیضان عثمان غنی)، احمد رضا ہاشمی، احمد مرتضیٰ عطاری، ارشد علی، ارشد علی عطاری، اسامہ، اسد عبد الستار، اسرار احمد، اویس شبیر، تعظیم عطاری، جمال مرتضیٰ عطاری، حافظ محمد حذیفہ، حذیفہ، حسان عمران، حسن رضا بن محمد صدیق، حسن رضا بن محمد اقبال، حسن رضا بن غلام مجتبیٰ، حسنین احمد، حمزہ عباسی، خادم حسین عطاری، ذیشان علی، راؤ احمد، رضوان شاہد، ریاض احمد، ریان رضا، سید اویس، سید عبید رضا، سید محمد جیلانی رضا بُخاری، سید نعمت اللہ شاہ جیلانی، سیف الرحمٰن، شاہد رضا عطاری، شاہ زیب رضا، محمد نعیم رضا، شریف اللہ خان، شعیب احمد، شعیب سلیم، شہزاد رسول عطاری، شوکت رضا، شیر محمد عطاری، شیر زمان، ضیاءُ المصطفیٰ، عابد رضا، عاطف مجتبیٰ ملک، عبد السمیع، عبد الاحد، عبد الرحمٰن، محمد نعیم، عبد اللہ عطاری، عبید رضا عطاری، عدنان علی عطاری، علی حسن بن مظہر عباس، علی حسن بن جان محمد، عمر فاروق، عمران علی، عمیر رضا، غلام عباس عطاری، غلام علی، غلام فرید عطاری، غلام محمد، غلام مرتضیٰ، فراز عزیز پنہور، فضل عباس، فہیم احمد، فواد اسلم، فیضان بن عبد الستار، فیضان شیخ، کلیم اللہ، گلزار احمد عطاری، ماجد علی بن مجاہد علی، ماجد علی عطاری، مجیب احمد عطاری، مجیب الرحمٰن، محبوب عالم عطاری، محسن عطاء، محمد ابو بکر، محمد احتشام، محمد اسحاق عطاری، محمد اسلام، محمد اسماعیل عطاری، محمد اعجاز عطاری، محمد اکمل عالم، محمد امین عطاری، محمد انیس، محمد اویس، محمد اویس شبیر، محمد ایاز عطّاری، محمد بلال رضا عطاری، محمد تعظیم، محمد ثاقب رضا، محمد ثقلین بابر، محمد جمال عطاری، محمّد حذیفہ عطاری، محمد حذیفہ صدیقی، محمد حسن رضا عطاری، محمد حمزہ رضا، محمد خضر، محمد ذیشان، محمد زبیر (فیضان عثمان غنی)، محمد زبیر عطّاری (فیضان مدینہ)، محمد زین العابدین عطاری، محمد زین رضا، محمد سانول یار عطاری، محمد سلمان، محمد سمیع، محمد شرجیل رضا عطاری، محمد شعیب عطاری، محمد شان، محمد شہباز عطاری، محمد طلحہ، محمد عاشق رضا، محمد عاقب، محمد عرفان، محمد علی، محمد علی عطاری بن محمد اقبال، محمد علی عطّاری بن محمد شہباز، محمد فیض، محمد فیضان عطاری، محمد مبشر، محمد مسعود رضا عطاری، محمد نعمان، محمد نعیم رضا عطاری، محمد نور رضا، محمد نوریز عطاری، محمد ہارون عطاری، محمد وقار صدیقی، محمد یونس بن محمد اقبال، محمد یونس عطاری، محمد علی رضا، مدثر طارق، مدنی رضا، نعیم اکرم، نوید احمد، ہدایت اللہ، وقار احمد، یاسر علی۔ **لاہور:** علی حیدر عطاری، عبد الرحمٰن عطاری، محمد تیمور عطاری، احمد رضا عطاری، ارسلان حسن عطاری، اویس عطاری، اویس علی عطاری، آصف شوکت علی، دانش عطّاری، رضوان مقبول قادری، زین العابدین، عامر فرید، عامر سہیل مدنی، عبد المنان عطاری، علی اکبر مہروی، فیصل مختار عطّاری، مبشر حسین عطاری، مبشر عبد الرزاق عطاری، محمد آصف اللہ رکھا قادری رضوی، محمد بلال اسلم عطاری، محمد جمیل عطاری، محمد شاہ زیب سلیم عطاری، محمد شعبان، محمد عدیل عطّاری، محمد عمر رضا عطاری، محمد مدثر رضوی عطاری، محمد نواز، نعیم جمیل، وقار حسین عطاری۔ **اٹک:** اویس علی، خواجہ عبد اللہ شہزاد، عبد اللہ مشتاق، محمد حسن علی، محمد عادل شہزاد۔ **فیصل آباد:** محمد اسماعیل، محمد مصدق قادری۔ **متفرق شہر:** محمد ثقلین رضا (واہ کینٹ)، علی حیدر عطّاری (پاکپتن)۔

ان مؤلفین کے مضامین دعوت اسلامی کی ویب سائٹ/https://news.dawateislami.net پر یکم مئی 2026ء تک اپلوڈ کر دیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

تحریری مقابلہ عنوانات برائے جولائی 2026ء

صرف اسلامی بھائیوں کے لیے
مقابلہ نمبر: 73

01 فساد فی الارض کی قرآنی مذمت

02 ترکِ سنت کی مذمت حدیث کی روشنی میں

03 مطالعۂ عقائد کی ضرورت و اہمیت

+923103330935

صرف اسلامی بہنوں کے لیے
مقابلہ نمبر: 49

01 حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اصحابِ بیعتِ رضوان سے محبت

02 ادائیگیِ قرض میں تاخیر مت کیجیے

03 نوجوان نسل کی تباہی میں میڈیا کا کردار

+923486422931

مضمون جمع کروانے کی آخری تاریخ: 20 اپریل 2026ء

Go To Index

ذُوالقعدۃِ الحرام کے چند اہم واقعات

تاریخ/ماہ/سِن	نام/واقعہ	مزید معلومات کے لئے پڑھئے
پہلی ذُوالقعدۃِ الحرام 321ھ	یومِ وصال حضرت امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالقعدۃِ الحرام 1438ھ
2 ذُوالقعدۃِ الحرام 1367ھ	یومِ وصال خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالقعدۃِ الحرام 1438 تا 1440ھ اور ”تذکرۂ صدر الشریعہ“
8 ذُوالقعدۃِ الحرام 981ھ	یومِ وصال حضرت علّامہ قاری محمد نظامُ الدین بھکاری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالقعدۃِ الحرام 1438ھ
14 ذُوالقعدۃِ الحرام 1111ھ	یومِ وِصال حضرت علّامہ پیر سیّد فضل اللہ ترمذی کالپوی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالقعدۃِ الحرام 1438ھ
21 ذُوالقعدۃِ الحرام 1433ھ	یومِ وِصال محبوبِ عطار، رُکنِ شوریٰ حاجی زم زم عطاری	”محبوبِ عطار کی 122 حکایات“
26 ذُوالقعدۃِ الحرام 1370ھ	یومِ وِصال حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالقعدۃِ الحرام 1438 اور 1439ھ
30 ذُوالقعدۃِ الحرام 1297ھ	یومِ عُرس والدِ اعلیٰ حضرت، مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالقعدۃِ الحرام 1439ھ
ذُوالقعدۃِ الحرام 5ھ	غزوۂ خندق و شہدائے خندق	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالقعدۃِ الحرام 1438، 1439ھ اور ”سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 322“
ذُوالقعدۃِ الحرام 6ھ	واقعہ صُلحِ حُدیبیہ و بیعتِ رضوان	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالقعدۃِ الحرام 1438، 1439ھ اور ”سیرتِ مصطفیٰ، صفحہ 346“
ذُوالقعدۃِ الحرام 59 یا 61ھ	وصالِ مبارکہ اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالقعدۃِ الحرام 1438ھ اور ”فیضانِ اُمّہاتُ المؤمنین“

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کرکے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

حج کی آرزو دل میں پھر سے گُدگدائی ہے

حج کی آرزو دل میں، پھر سے گُدگُدائی[1] ہے
شوق نے مدینے کی، تِشنگی[2] بڑھائی ہے

اُس کو دیکھ کر قسمت، خوب مُسکرائی ہے
موت جس کو طیبہ میں، کلمہ پڑھ کے آئی ہے

مصطَفٰے کی پڑھتا ہے، جو خُلوص سے نعتیں
دو جہان کی اُس کے، واسطے بھلائی ہے

مال و زر[3] کی کثرت کی، آرزو نہ کرنا تم
بادشاہی سے اچّھی، طیبہ کی گدائی ہے

ذِکرِ حق میں اور یادِ مصطفٰے میں جو گزرے
عاشِقو! حقیقت میں، بس یہی کمائی ہے

وہ نصیب والا ہے، عِشقِ مصطَفٰے میں آنکھ
جس کسی مسلماں نے، اَشکبار پائی ہے

اُن کی اُلفت اچّھی ہے، جس قَدر زِیادہ ہو
عِشقِ مصطَفٰے ہی تو اَصل میں کمائی ہے

تم کو ہے کِیا حق نے، سب خزانوں کا قاسم
دو جہاں کی ہر نعمت، ہم نے تم سے پائی ہے

مجھ کو رشک آتا ہے، ایسے خوش نصیبوں پر
جن کو خواب میں صورت، شاہ نے دِکھائی ہے

غُنچے چٹکے[4] گُل[5] مہکے، ہر طرف بہار آئی
مصطَفٰے نے جس جانب بھی نظر اُٹھائی ہے

بُغض و کینہ[6] مت رکھو، تُم کسی کا سینے میں
نیک ہے وہی جس کے، قَلب میں صفائی ہے

جھوٹ سے سَدا بچنا، بات سچ کِیا کرنا
سانچ[7] کو کبھی دیکھا، تم نے آنچ[8] آئی ہے؟

بھائی! راہِ سنّت سے، تم کبھی بھی مت ہٹنا
دو جہان کی اس میں، بِالْیقیں[9] بھلائی ہے

لَحَد[10] میں وہ آئے ہیں، فضلِ رب سے اے عطّار
چھٹ گیا[11] اندھیرا ہے، قبْر جگمگائی ہے

غمِ مدینہ، بقیع، مغفرت اور بے حساب جنت الفردوس میں آقا کے پڑوس کا طالب

۱۴ شعبان شریف ۱۴۴۷ھ
02-02-2026

۱: شوق میں اضافہ ۲: روحانی پیاس ۳: دولت، سونا ۴: کَلیاں کھلنا ۵: پھول
۶: دل میں چُھپی دشمنی ۷: سچّائی ۸: نقصان ۹: یقیناً، بے شک ۱۰: قبر ۱۱: دُور ہوگیا

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔
بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037
اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، بابُ المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net
978-969-722-908-6
01130339